# احتساب قبل یوم الحساب

غنی الاکرم سبزواری

Marfat.com

# احتساب قبل یومُ الحساب

TERED
DATA EN

غنی الاکرم سبزواری

ایم۔اے۔اقتصادیات (کراچی)،ایم۔اے۔علم الکتابداری ومعلومات (میچیگن)،
پی۔ایچ۔ڈی (امریکہ)

M.A. Eco., (Kar); MALS (Mich), Ph.D. (CA), USA

لائبریری پروموشن بیورو
کراچی
۲۰۰۵
۱

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ بحق ناشر و مصنف

قیمت: مبلغ ۵۰ روپے

US$5.00

لائبریری پروموشن بیورو
کراچی یونیورسٹی کیمپس، پوسٹ بکس ۸۴۲۱، کراچی ۔۷۵۲۰

طلب فرمائیں:

۱۲۳۹/۹۔ دستگیر سوسائٹی، فیڈرل بی، کراچی، پاکستان
فون و فیکس: ۶۳۲-۱۹۵۹/ ایمیل gsabzwari@hotmail.com

**USA & CANADA**

4213 Heritage Way Dr., Fort Worth, TX 76137, USA
Phone: (817)306-0004
19 Decatur Place, Whitby, ON, L1R3R1, Canada
Cell Phone: (416)587-4635
2298 Lenox Place, Santa Clara, CA 95054, USA
Phone: (408)486-9747

☆☆☆☆☆☆☆

کیٹلاگی اندراج:

سبزواری، غنی الاکرم، ۱۹۳۵۔

احتساب قبل یوم الحساب۔ کراچی: لائبریری پروموشن بیورو ۲۰۰۵ء

۱۔ احتساب ۲۔ آخرت ۳۔ قیامت ۴۔ یوم الحساب

ISBN 969-459-029-9 297.5 ڈیوی



Marfat.com

# عنوانات


۱۔ حرفِ آغاز والتماس ... ۵

۲۔ شاید کہ تیرے دل میں اُتر جائے میری بات ... ۸

۳۔ گھریلو زندگی ... ۱۳

۴۔ غیر انسانی مخلوق ... ۲۶

۵۔ تعلیم وتربیت اور اولاد ... ۲۷

۶۔ معاش، کاروبار، رزقِ حلال ... ۴۰

۷۔ معاشرتی زندگی، معاملات زندگی، اخلاقی قدریں ... ۴۵

۸ قومی وملّی مسائل ... ۶۰

۹۔ حقوق اللہ اور دعوتِ اسلامی ... ۶۳

۱۰۔ فکرِ آخرت اور یوم الحساب ... ۸۲

۱۱۔ ہمارا ماضی اور حال از حضرت مفتی محمد شفیعؒ ... ۸۳


Marfat.com

طابع: محمد علی اللہ عثمانی
مطبع: ٹیکنیکل پرنٹرز، پلاٹ WSA-17، بلاک 14، فیڈرل بی ایریا، کراچی-75950

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# حرفِ آغاز و اِلتماس

نحمدہ ونصلی علی رسولہِ الکریم۔ انسان کی زندگی دنیا میں ایک پانی کے بلبلے کی طرح ہے۔ جو کسی وقت بھی بکھر سکتا ہے۔ وہ اپنے ظاہری اختیارت، اقتدار، مالی وسائل، قابلیت کے بل بوتے پر زمین آسمان کے قلابے ملاتا رہتا ہے۔ بڑے بڑے عزائم اور منصوبے بناتا رہتا ہے۔ اس زعم میں بعض خود کو مقتدر اعلیٰ سمجھ بیٹھتے ہیں۔ اپنے مقاصد کے حصول میں حق و ناحق کو خاطر میں نہیں لاتے اور من مانی کرتے ہیں۔ ان کو یہ احساس نہیں ہوتا کہ کوئی ان سے بھی بڑی عظیم قوت ہے جس نے ان کو یہ مقام اور یہ قدرت عطا کی ہے کہ جو ان کو چشم زدن میں ڈھیر کر سکتی ہے۔ ہم نے تاریخِ انسانی میں دیکھا کہ بڑے بڑے فرعون صفت لوگ آئے جنھوں نے خدائی کا یا حاکمِ اعلیٰ کا دعویٰ کیا اور جب وہ حد سے بڑھے تو خالقِ کائنات نے ان کے زعم اور غرور کو مٹی میں مِلا دیا۔ دنیا میں تو وہ ذلیل و رسوا ہوئے ہی آخرت میں تو بہت ہی دردناک عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

انبیاء کرام علیہ السلام کے علاوہ دیگر ایسے افراد بھی آئے جن کو اللہ تعالیٰ نے اقتدار، دولت اور اعلیٰ علمی صلاحیتوں سے نوازا انہوں نے ان اعزازات کو نعمتِ خداوندی سمجھا اور اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے دنیا میں عدل و انصاف کو برقرار رکھا اور اپنی علمی اور فکری صلاحیتوں سے مخلوقِ خدا کو فیض پہنچایا۔ دنیا کی تاریخ



Marfat.com

میں ان کو اچھی اور قابلِ قدر شخصیات میں شمار کیا جاتا ہے۔ اس دنیا میں ہمیشہ ان کو یاد رکھا جائے گا اور ان کے لئے دعائے خیر کی جاتی رہے گی۔ بلاشبہ ان کو پروردگارِ عالم آخرت میں اپنے بیش بہا انعامات اور فیوض سے نوازیں گے۔

ہمیں اپنے ہم مذہب احباب کے مسائل حل کرنے میں اپنی تمام صلاحیتوں کو بروئے کار لانا چاہئے۔ اپنے لئے تو ہر شخص تگ ودو کرتا ہے لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنے گھر، معاشرہ اور ملک کے لئے ایسی خدمات انجام دیں کہ جس سے ایک صالح معاشرہ تشکیل پائے۔ موجودہ اور آئندہ نسلیں اس سے فیضیاب ہوں اور ثوابِ جاریہ کے مستحق ہوں۔ اس طور اگر ہمارے تمام مسلمان بھائی اور بہنیں غور وفکر کریں تو ہمارے دکھی معاشرہ کے دکھ درد میں کمی ہوسکتی ہے اور وہ رضائے الٰہی کے مستحق ہوسکتے ہیں۔ ہم سب جانتے ہیں کہ ہمیں ایک دن اپنے رب کے حضور پیش ہونا ہے اور اپنے اعمال کا حساب دینا ہے لہذا مسلسل اپنے اعمال کا خود احتساب کرتے رہیں اور اپنی اصلاح کرتے رہیں تاکہ یوم الحساب اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرسکیں اور سرخرو ہوں۔

یہ مختصر سا کتابچہ حالاتِ حاضرہ سے متاثر ہوکر لکھنے کی جسارت کی ہے۔ میں نہ کوئی عالمِ دین ہوں اور نہ ہی کوئی دانشور۔ بس ایک عام مسلمان ہوں۔ ہر شخص اپنے طور پر موجودہ مسائل، خرابیوں اور پریشانیوں پر غور وفکر کرتا ہے اور اس کی عقل میں ان کا کوئی حل آتا ہے تو وہ اسکو یا تو اپنے احباب کے گوش گذار کرتا ہے، یا کسی اخبار یا رسالہ کو بھیجتا ہے یا حکومت کے کسی ذمہ دار عہدہ دار کے سامنے پیش کرتا ہے اپنی بساط



Marfat.com

کے مطابق کوشش کرتا ہے کہ معاشرہ کی خرابیوں کا سدِ باب کیا جائے۔

ہمیں اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتوں اور انعامات کا اقرار اور شکر ادا کرنا چاہئے جس نے ہمیں اس دنیاوی زندگی میں اپنے فضل وکرم سے بھرپور نوازا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ''پھر اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے''۔ (سورۃ الرحمٰن)۔ انسان خطاؤں کا پتلا ہے ہم سے بے شمار سہو اور لغزشیں ہوئیں اور جب بھی احساس ہوا فوراً بارگاہِ ایزدی میں سربسجود ہوئے اور توبہ استغفار کی۔ اس کتابچہ کی تیاری میں میری اہلیہ نے بہت مدد، تعاون اور رہنمائی کی۔ وہ ماشاءاللہ عربی جانتی ہیں۔ انھوں نے جامعہ ام القریٰ، مکہ مکرمہ میں عربی زبان کی تعلیم حاصل کی ہے۔ قرآن پاک اور احادیث نبوی ﷺ کے حوالوں میں انھوں نے میری مدد فرمائی۔ میں ان کا شکر گذار ہوں کہ ان کے تعاون کے باعث میں اپنے خیالات اور احساسات کو مرتب کرنے اور پیش کرنے کے قابل ہوا۔ بارگاہِ ایزدی میں دست بدعا ہوں کہ وہ ہم دونوں کو ہماری دانستہ و نادانستہ خطاؤں پر معاف فرمائیں اور جو مختصر زندگی باقی رہ گئی ہے اس میں احکام الٰہی اور سنتِ نبوی ﷺ پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

غنی الاکرم سبزواری



Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# ۲۔ شاید کہ تیرے دل میں اُتر جائے میری بات

الحمدللہ رب العالمین والصلاۃ وسلام علیٰ رسولہ الکریم۔ اس دنیا میں اللہ کی مخلوق، انسان، حیوان، چرند اور پرند ہر طرف نظر آتے ہیں۔ سورج، چاند اور ستارے روز وشب اپنے مدار پر رواں دواں ہیں (سورۃ یٰسن، ۳۷-۴۰)۔ دریا، جھیلیں، سمندر بھی موجزن ہیں۔ نباتات، جمادات، مدنیات، زمین اور آسمان بھی تاحدِ نظر موجود ہیں۔ آخر یہ سب کیوں اور کس لئے تخلیق کئے گئے ہیں؟ انسان کو ان تمام مخلوقات میں عقل وشعور عطا کیا اور تمام مخلوقات کو اس کے تابع کیا جس سے وہ اپنی حاجات پوری کرتا ہے لیکن اس کو اپنی حاجات اور خواہشات کو پورا کرنے کے لئے کچھ اصول، کچھ ہدایات اور ضابطۂ زندگی بھی عطا کیا۔ انسان کو دنیا میں قطعی آزاد اور بے لگام نہیں چھوڑا۔ اسے دنیا میں عدل وانصاف کے ساتھ زندگی گزارنے کا مکلّف کیا۔ اسے یہ باور کرایا گیا کہ وہ اس زمین پر جو کچھ بھی کرے گا اس کا حساب دینا ہوگا۔ ''جزا اور کافی انعام تمہارے رب کی طرف سے اُس نہایت مہربان خدا کی طرف سے جو زمین اور آسمان کا اور انکے درمیان کی ہر چیز کا مالک ہے جس کے سامنے کسی کو بولنے کا یارا نہیں۔ جس روز رُوح اور ملائکہ صف بستہ کھڑے ہوں گے، کوئی نہ بولے گا سوائے اُس کے جسے رحمٰن اجازت دے اور جو ٹھیک بات کہے۔ وہ دن برحق ہے، اب جس کا جی چاہے اپنے رب کی طرف پلٹنے کا راستہ اختیار کرے۔ ہم نے تم لوگوں کو اُس عذاب سے ڈرایا ہے جو قریب آ لگا ہے۔ جس روز آدمی وہ سب کچھ دیکھ لے گا جو اس



Marfat.com

کے ہاتھوں نے آگے بھیجا ہے اور کافر پکار اُٹھے گا کہ کاش میں خاک ہوتا'' (سورۃ النبا، ۳۶-۴۰، تفہیم القران، جلد ۶۔ ص ۲۳۱۔۲۳۲)

حضرت آدم علیہ السلام کو بی بی حوا کے ساتھ زمین پر بھیجا۔ اس پر تمام مذاہب کے افراد کا اتفاق ہے۔ انہیں دنیا میں رہنے کے اصول اور ضوابط سے روشناس کرایا۔ حضرت آدمؑ نے اپنی اولاد کو اصول اور طریق زندگی سے متعارف کرایا۔ ان کے بعد جتنے بھی پیغمبر آئے وہ اللہ تعالیٰ کی ہدایات وقت کے تقاضوں کے مطابق پہنچاتے رہے۔ لیکن انسانوں میں خیر اور شر دونوں خصوصیات ہونے کے باعث دنیا میں خیر اور شر دونوں ہی پروان چڑھتے رہے۔ ان میں توازن برقرار رکھنے کے لئے ایک نظامِ معاشرت اور حکومت ترتیب دینے کے اصول بھی خالقِ کائنات کی طرف سے تجویز کئے گئے۔ جو آسمانی کتابوں کے ذریعے پہنچائے گئے۔ ''اے ایمان والو اللہ کے حکم پر چلو اور رسولؐ کے حکم پر چلو اور اپنے اعمال ضائع مت کرو'' (سورۃ محمد ۳۳) ان میں واضح طور پر عدل و انصاف قائم کرنے، ظالم سے مظلوم کو بچانے، حقدار کو اسکا حق دلانے، کمزور اور ضعیف کو سہارا دینے کی واضح ہدایت دی گئیں۔ ''انصاف کرو بیشک اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے'' (سورۃ الحجرات ۹) اجتماعی معاملات میں حکمران اور حکومت میں شریک افراد کو ذمہ دار ٹھیرایا گیا کہ وہ عوام الناس میں عدل و انصاف کو قائم کریں اور کسی کو زیادتی یا ظلم کرنے کی اجازت نہ دیں اور اگر کوئی غیر قانونی حرکت کرے تو اسکو اسکی قرار واقعی سزا دیں۔ ہدایتِ الہامی میں ان کو متنبہ کیا گیا کہ ان کو اپنے کردار اور طریق حکمرانی کا پورا پورا حساب دینا ہوگا۔ ''آج کے



Marfat.com

دن کسی پر ظلم نہ ہوگا اور وہی بدلہ پاؤ گے جو کرتے تھے" (سورۃ یٰسن ۵۴) "اور اگر انصاف سے روگردانی کی گئی تو حاکم اور اس کے سارے شریک کار لوگوں کو عبرت ناک سزا بھگتنی ہوگی۔" (سورۃ البناء ۳۶۔۳۹) یہ حساب اس عدالت میں ہوگا جو خالق کائنات خود قائم کرے گا۔ یہ یوم الحساب ہوگا۔ جس میں ہر بنی نوع انسان کے تمام ظاہری اور باطنی اعمال کی باز پرس ہوگی۔ "آج ہم مہر لگا دیں گے ان کے منہ پر اور بولیں گے ان کے ہاتھ اور بتلائیں گے اُن کے پاؤں جو کچھ کماتے تھے" (سورۃ یٰسن ۶۵)

## سپر کمپیوٹر

انفرادی طور پر بعض اعمال ایسے ہوتے ہیں جن کا علم نہ افراد کو ہوتا ہے اور نہ ہی حکومت کو۔ لیکن اللہ رب العزت نے اس دنیا کے نظم و نسق اور تمام افراد کے ظاہری اور باطنی اعمال پر نظر رکھنے کا ایسا سپر کمپیوٹر نصب کیا ہوا ہے جس میں تمام حرکات اور اعمال کا ریکارڈ مرتب ہو رہا ہے۔ اس حقیقت سے مسلمان ہی نہیں تمام مذاہب کے پیروکار واقف اور آگاہ ہیں۔ لیکن اس کے باوجود مذہب کے ماننے والے بھی غفلت کا شکار ہیں اور اس حقیقت سے چشم پوشی کرتے ہیں۔ انہیں اس کا احساس اور فکر نہیں کہ ان کے ہر ظاہر اور باطن افعال اور اقوال کو محفوظ کیا جا رہا ہے جو یوم الحساب ان کے روبرو پیش ہوگا اور سخت باز پرس ہوگی۔ "اور جب (آدمی کے قول و عمل کو) پا لینے والے دونوں (فرشتے اس کے قول و عمل کو) لے لیتے ہیں جو کہ دائیں اور بائیں (دونوں طرف) بیٹھے رہتے ہیں، آدمی کوئی بات منہ سے نکالنے بھی نہیں پاتا کہ ایک



Marfat.com

تاک لگائے رکھنے والا فرشتہ اس کو لینے کو تیار بیٹھا ہوتا ہے'' (سورۃ قٓ۔ ۱۸۔ ۱۷، تفسیر مظہری۔ جلد ۱۱ ص ۷۵)

دراصل اکثر کا عقیدہ ضعیف ہے وہ بدعملی کے مرتکب ہوتے ہوئے بھی یہ محسوس نہیں کرتے کہ ان کا خالق ان کو دیکھ رہا ہے۔ بہت سوں کو تو یہ یقین ہی نہیں ہوتا کہ واقعی اللہ ان کو دیکھ رہا ہے۔ جو مذہب کو نہیں مانتے انکو تو ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے۔ لیکن جو مذہب کے قائل ہیں ان کو تو یہ سوچنا چاہئے کہ آج اس ترقی یافتہ دور میں ایسا نظام دفتروں، کارخانوں، بڑے شاپنگ سنٹروں اور ایرپورٹس پر قائم ہے جس کے ذریعہ تمام افراد جو وہاں موجود ہیں ان پر نظر رکھی جاتی ہے۔ اگر کوئی ناروا حرکت کرتا ہے تو فوراً اس کو پکڑ لیا جاتا ہے اور اسکے ثبوت کے لئے فلم بھی موجود ہوتی ہے۔ اب ترقی یافتہ اقوام سیٹلائیٹ کے ذریعہ تمام دنیا پر نظر رکھتی ہیں۔ زمین پر پڑی ہوئی سوئی کی بھی تصویر لی جاسکتی ہے۔ دشمن اور دوست دونوں کی جاسوسی آسانی سے کی جاسکتی ہے۔ جب انسان اپنے وسائل سے تمام دنیا پر نظر رکھ سکتا ہے تو پھر کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے کس طرح اپنے ظاہری یا باطنی اعمال کو چھپا سکتا ہے۔ لہذا اس حقیقت پر کلی طور پر یقین کر لینا چاہئے کہ ''اللہ ہر جگہ موجود ہے اور اس کے مقرر کردہ کاتب (فرشتے) ہر شخص کی حرکات اور اعمال کو ضبط تحریر میں لا رہے ہیں۔'' (سورۃ الحاقہ، ۱۸-۲۰)

مجھے اسکا احساس اکثر ہوتا رہا کہ اپنے رب اور نبی ﷺ کے احکامات کے مطابق زندگی گزاری جائے لیکن شیطان تو بہر حال مستقل گھیرے ہوئے ہے کبھی کبھی شعوری



Marfat.com

اور غیر شعوری طور پر خطائیں سرزد ہوتی رہیں۔ جس پر ندامت بھی ہوتی رہی اور اللہ تعالیٰ سے معافی اور استغفار بھی کرتا رہا اور اصلاحِ حال کی کوشش کرتا رہا۔ معاً خیال آیا کیوں نہ اپنی خطاؤں اور لغزشوں کو شمار کیا جائے اور ان کو ضبطِ تحریر میں لایا جائے تا کہ اپنا احتساب اور دوسروں کا احساس بیدار کیا جائے، غلطیوں اور خطاؤں سے اجتناب کیا جائے اور یوم الحساب سے پہلے اپنی اصلاح کی جاسکے اور رب العزت کے حضور توبہ واستغفار کر کے اس کی رحمت اور مغفرت کے حصول کی کوشش کی جائے۔ وہ عظیم غفور، رحیم اور کریم معاف اور درگزر کرنے والا ہے۔ جس طرح والدین اپنی اولاد کی خطاؤں کو معافی مانگنے پر معاف کر دیتے ہیں اسی طرح ربِ کریم بھی اپنے بندوں کی معذرت پر معاف کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے والدین سے بھی زیادہ محبت کرتے ہیں۔ کیوں نہ ہم اپنے رب العالمین سے اس کی رحمت، محبت اور مغفرت اسی دنیا میں سفرِ آخرت سے قبل حاصل کر لیں۔



Marfat.com

# ۳۔ گھریلو زندگی

## والدین:

دنیا میں اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے زیادہ مہربان اور شفیق والدین ہوتے ہیں۔ وہ اپنی اولاد کی پرورش اور نگہداشت پر بھرپور توجہ دیتے ہیں۔ والد محنت و مزدوری کر کے لوازمات زندگی کے لئے مالی وسائل فراہم کرتے ہیں اور والدہ بچوں اور شوہر کے لئے کھانے پینے، آرام و آسائش کی سہولت فراہم کرتی ہیں۔ اس فریضہ کی ادائی میں دونوں کسی قسم کا بخل اور تنگدلی اختیار نہیں کرتے۔

گھر والدین اور بچوں کے ساتھ جنت نذیر ہوتا ہے۔ والدین اپنے بچوں کی دیکھ بھال کرنے میں ناقابلِ بیان خوشی اور فرحت محسوس کرتے ہیں۔ اسی طرح بچے اپنے والدین کی قربت کو اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت تصور کرتے ہیں۔ گھر کا ماحول خوش گوار والدین اور بچوں کے باہمی تعاون پر منحصر ہوتا ہے۔ کبھی کبھی تلخی یا بدمزگی ہو بھی جاتی ہے۔ والدین کو دانشمندی اور حکمت سے معاملات کو سنبھالنا چاہئے۔ اکثر بھائی بہنوں میں اختلاف یا تکرار ہو جاتا ہے والدین کو مصالحت کرانے میں حق و انصاف کے تقاضوں کو پیش نظر رکھنا چاہئے۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ والدین بسا اوقات اپنے بچوں میں تھوڑا سا فرق یا امتیاز اختیار کرتے ہیں۔ بعض گھروں میں بڑے بیٹے کو ہر معاملہ میں ترجیح دی جاتی ہے۔ مثلاً اچھا کھانا یا اچھے کپڑے یا زیادہ جیب خرچ وغیرہ بڑے بیٹے کو دیا جاتا ہے۔ اسی طرح بیٹوں کو بیٹیوں پر ترجیح دی جاتی ہے۔



Marfat.com

بیٹیوں کو روکھا سوکھا کھانا، کپڑے معمولی اور دیگر حاجات بھی بیٹوں کے مقابلہ میں کم تر فراہم کی جاتی ہیں۔ یہ سراسر غیر مناسب ہے۔ گو بیٹیاں احتجاج نہیں کرتیں لیکن وہ دل برداشتہ ضرور ہوتی ہیں۔ ان کو یہ احساس ہوتا ہے کہ ہم کو حقیر اور کم تر تصور کیا جاتا ہے۔ بچیوں کی دلجوئی کرنا چاہئے کیونکہ یہ کہا جاتا ہے کی لڑکیاں تو پرائے گھر جانے والی ہیں اوزان کو بھی جب ہوش آتا ہے تو وہ بھی یہ سمجھنے لگتی ہیں کہ ہم تو گھر میں مہمان ہیں نہ معلوم کب کسی کے ساتھ چلتا کر دیا جائے۔ والدین یہ سلوک غیر شعوری طور پر کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالی نے تو اولاد کے ساتھ مساوی برتاؤ کی ہدایت کی ہے۔ حضور ﷺ نے لڑکیوں کی اچھی پرورش کرنے والوں کو زیادہ اجر اوثواب کی بشارت دی ہے۔

## بھائی و بہن:

بھائیوں کو تو بہنوں کی ہمشہ دلجوئی کرنا چاہئے اوران سے اگر کوئی سہو ہو بھی جائے تو اسکو نظر انداز کر دینا چاہئے۔ ہمارے گھرانوں میں تو بہنیں بھائیوں پر ہمیشہ فدا ہوتی رہتی ہیں۔ ان میں صبر اور ایثار کا جذبہ بھائیوں کے مقابلہ میں زیادہ ہوتا ہے۔ والدین کی خدمت میں تو وہ انتہا درجہ پر ہوتی ہیں۔ ہمارے پیارے نبی ﷺ کا بیٹیوں کے ساتھ برتاؤ مثالی رہا ہے والدین اور بھائیوں کو ان کی سنت کو مدِ نظر رکھنا چاہئے۔ والدین، بھائی اور بہن کے آپس کے حسنِ سلوک، شفقت، محبت، ایثار پر اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں اوراس گھر کو اپنی رحمت اور برکت سے نوازتے ہیں اور آخرت میں یقیناً اجر وثواب سے بھی خوب خوب نوازیں گے۔



Marfat.com

## میاں بیوی:

میاں بیوی میں بھی کبھی کبھی چپقلش ہوجاتی ہے۔اس صورت میں شوہر کو زیادہ صبر اور تدبر سے کام لینا چاہئے اور جہاں تک ہوسکے بیوی کی خواہشات کو احترام کرنا چاہئے۔کیونکہ بیوی کو بھی یہ احساس ہوتا ہے کہ میں عورت ہوں اس وجہ سے مجھے کم تر یا حقیر سمجھا جارہا ہے۔شوہر کو یقین دہانی کرانا چاہئے کہ وہ گھر کی مالکن ہے اور پورا نظام اسی کی مرضی کے مطابق چلنا ہے۔کبھی شوہر سے اور کبھی بیوی سے زیادتی ہوسکتی ہے تو دونوں ہی کو کچھ وقفہ کے بعد مصالحت کرلینا چاہئے۔اگر خدانخواستہ معاملہ سنگین ہوجائے تو اپنے قریبی بزرگوں سے مصالحت کے لئے رجوع کرنا چاہئے۔بعض ہمارے جدید مغربی تہذیب کے دلدادہ فوراً علیحدگی پر آمادہ ہوجاتے ہیں۔جس کا نتیجہ تباہی کے علاوہ کچھ نہیں۔اگر بچے ہیں تو پھر صورتِ حال بہت ہی خطرناک ہوسکتی ہے۔پھر جھگڑے کا لامتناہی سلسلہ شروع ہوجائے گا جس سے شوہر اور بیوی دونوں کا ذہنی اور قلبی سکون ہمیشہ کے لئے غارت ہوجائے گا۔اختلاف رائے کی صورت میں دونوں کو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کو پیش نظر رکھنا چاہئے اور یہ جان لینا چاہئے کہ دونوں کو ایک دن اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونا ہے اور وہاں جو فیصلہ ہوگا وہ بہت شدید ہوگا۔لہذا معاملات کو اسی دنیا میں صبر اور استقامت کے ساتھ حل کرلینا چاہئے۔اگر کسی فریق کی مصالحت میں حق تلفی ہو بھی گئی ہو تو اسکو صبر سے کام لینا چاہئے۔''اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے'' (سورۃ آلِ عمران ۱۴۶) ''الصبر ضیاء'' صبر روشنی ہے (حدیث شریف) اسکا اجر یوم الحساب بہت ہی فرحت بخش میسر ہوگا۔



Marfat.com

ہمارے جدید ذہن کے گھرانوں میں یہ ایک عام روش ہے کہ مائیں اپنے بچے کو خود اپنا دودھ نہیں پلاتیں۔ بازاری دودھ پلاتی ہیں جبکہ ماں کے دودھ سے بہتر کوئی دودھ نہیں ہوتا۔ یورپ اور مغربی تہذیب کی نقل کرنے والے جانتے ہیں کہ وہاں بھی ڈاکٹر اور ماہرِ غذایات یہی کہتے ہیں کہ بچے کے لئے ماں کا دودھ سب سے بہتر ہے۔ ایک امریکی ماہرِ نفسیات نے ایک تقریر میں کہا کہ ''جو بچے جانور کا دودھ پیتے ہیں ان میں انسانی نہیں حیوانی جذبات پروان چڑھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج نئی نسل میں انسانی قدریں معدوم ہیں اور حیوانی خصوصیات زیادہ پائی جاتی ہیں''۔ یوم الحساب ان ماؤں سے جواب طلب ہوگا کہ بلا کسی طبی عذر کے انھوں نے اپنے بچے کو اپنے دودھ سے کیوں محروم رکھا۔

میں بھی اپنی ازدواجی زندگی میں نشیب و فراز سے دوچار ہوتا رہا ہوں۔ بیگم ٹونک کے نواب خاندان سے تعلق رکھتی ہیں اس نسبت سے مزاج نوابی ہے۔ کبھی کبھی اختلاف رائے بھی ہوا۔ خفگی بھی ہوئی لیکن مجھ سے زیادہ بیگم نے فراخ دلی اور درگذر کی صورت اختیار کی۔ جس پر بعد میں مجھے پشیمان ہونا پڑتا تھا۔ مجھ سے زیادہ دینی ذہن کی حامل ہیں اور میری کوتاہیوں پر اکثر تنبیہ کرتی رہتی ہیں جسے میں خوش دلی سے قبول کرتا ہوں۔ بس اتنی کسر ہے وہ مزاح اور لطیفے ہضم نہیں کر پاتیں۔ بہت سے لطیفے اور چٹکلے ان کے اوپر سے گذر جاتے ہیں۔ بچوں کی تعلیم اور تربیت میں ان کا بڑا حصہ ہے۔



Marfat.com

## بہشتی زیور:

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ صاحب کے ملفوظات اور بے شمار کتابیں دینی تعلیم وتربیت پر شائع ہوئی ہیں اور بازار میں دستیاب ہیں۔ان کی ایک کتاب ''بہشتی زیور'' تو اسلامی انسائکلو پیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے۔بچہ کے پیدا ہونے سے لیکر موت تک جو بھی معمولات زندگی پیش آتے ہیں ان کو قرآن شریف، سنتِ نبوی اور احادیث ﷺ کے حوالوں سے بہشتی زیور میں بیان کیا گیا ہے۔اس کتاب میں گھر میں بیوی کو درپیش مسائل، بچوں کی تربیت و پرورش کے اصول، کھانا پکانے کے طریقے، کپڑے سینے، اچار چٹنی بنانے کے طریقے، نماز، روزے، زکوٰۃ، حج، مُردے کو غسل دینے، میراث وغیرہ کوئی مسئلہ ایسا نہیں جو روزہ مرہ زندگی کا اس میں بیان نہ کیا گیا ہو۔یہ ایسی کتاب ہے جو ہر مسلمان کے گھر میں ہونی چاہئے۔اکثر دین دار گھرانوں میں بیٹی کو شادی میں جہیز میں قرآن پاک کے ساتھ بہشتی زیور بھی دیا جاتا ہے۔

## تربیتِ اولاد:

بچوں کی پہلی درسگاہ ان کا گھر ہوتا ہے۔والدین کو ان کی تعلیم وتربیت پر پوری طرح توجہ دینی چاہئے۔بعض والدین تو خودرو پودوں کی طرح بچوں کو آزاد اور تنہا چھوڑ دیتے ہیں۔وہ ان کو انکی شرارتوں پر تنبیہ نہیں کرتے، گھر میں یا دوسروں کے گھر میں توڑ پھوڑ پر سرزنش نہیں کرتے۔ان کا خیال ہے کہ بچہ کو ڈانٹنے سے اسکی ذہنی صلاحیت پست ہوجاتی ہے حالانکہ ہماری دینی تعلیم میں بچوں کو تخریبی کاموں پر تنبیہ کی



Marfat.com

ترغیب دی گئی ہے۔ دوسروں کے گھروں میں تخریب کاری سے اس گھر والوں کی دل آزاری ہوتی ہے جس کی ہمارا دین اجازت نہیں دیتا۔

یہ والدین کا فرض ہے کہ وہ بچوں کو اسلامی آداب واخلاق سکھائیں۔ کھانے، پینے، سونے، لباس کے آداب، بھائی و بہن، رشتہ داروں اور قرابت داروں سے محبت، پڑوسیوں کی عزت، اساتذہ کا احترام اور ہم جماعت ساتھیوں سے عمدہ سلوک، برزگوں اور عام لوگوں سے بلا تخصیص صلۂ رحمی کے آداب بتائیں۔ تاکہ معلوم ہو کہ یہ بچے حسنِ اخلاق اور آداب میں اعلیٰ اسلامی اقدار کے پابند ہیں۔ سب جانتے ہیں کہ حضور ﷺ کی اخلاقی تعلیمات اور آدابِ حسنہ ہی کے باعث مسلمانوں نے غیر مسلموں کو متاثر اور مغلوب کیا۔

بچوں میں صفائی اور خوش سلیقگی کی عادت ڈالنی چاہئے۔ اپنا کام خود کرنے کی ترغیب دینا چاہئے۔ ہمارے دین میں تو صفائی نصف ایمان کہا جاتا ہے۔ بچوں کو اگر نماز پڑھنے اور روزہ رکھنے کی عادت ڈالی جائے، دن میں پانچ بار وضو کرنے سے جسمانی صفائی اور کپڑوں کی پاکی کا خیال پیدا ہوگا۔ اپنے کمرے کو اور اس میں سامان کو سلیقے سے ترتیب بھی اچھی عادت سمجھی جائے گی۔ غرض یہ کہ والدین کو اپنے بچوں کو اعلیٰ اخلاق اور نفیس عادات سے آراستہ کرنا چاہئے۔ یعنی وہ جہاں بھی جائیں ان کے اخلاق اور خوش سلیقی سے دیکھنے والے متاثر ہوں اور آپ کی اعلیٰ تربیت کی تعریف کریں۔

بعض گھروں میں بہت سی معمولی حرکتوں کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ بچے گھر میں



Marfat.com

توڑ پھوڑ کریں، یا پیسے چوری کرلیں، یا پڑوسی کی کوئی چیز غائب کردیں اس کو برا نہیں سمجھتے۔ اس عادت کو اگر منع نہیں کیا گیا تو یہ عملی زندگی میں بہت ہی خطرناک ہوسکتی ہے۔ جھوٹ بولنا، غیبت کرنا، چغلی کرنا، دھوکہ دینا وغیرہ بھی عیب تصور نہیں کیا جاتا۔ اس پر بچوں کو تنبیہ کرنا ضروری ہے۔ لیکن اس ضمن میں یہ عرض ہے کہ ہم خود بھی بعض اوقات غیر شعوری طور بعض حرکتیں ایسی کر جاتے ہیں کہ جو بچے ہم ہی سے سیکھ لیتے ہیں۔ اکثر مرد اور خواتین دوسروں کی خوبیوں کا ذکر کرنے کے ساتھ برائیاں بھی بیان کرتے ہیں۔ بچے جو اپنے گھر میں دیکھتے ہیں اور سنتے ہیں وہ ہی وہ بھی اپنے ہم جولیوں کے ساتھ کرتے ہیں۔ ہمیں خود محتاط رہنا چاہئے۔ کسی کی غیبت اور عیب جوئی سے پرہیز کرنا چاہئے۔ قرآن پاک کی سورۃ الحجرات میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''کہ غیبت ایسی ہے جیسے اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا''۔ ہم اکثر بے خیالی میں غیبت یا عیب جوئی کر جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس عادت سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

## پڑوسی:

ہمارے دین میں پڑوسی کے بہت حقوق بتائے گئے ہیں۔ پڑوسی سب سے قریب ہوتا ہے۔ دکھ، درد، بیماری اور کسی قسم کی پریشانی لاحق ہو تو سب سے پہلے پڑوسی پر نظر پڑتی ہے اور وہی فوری طور پر معاون و مددگار ہوتا ہے۔ رشتہ دار اور دوسرے قرابت داروں تک رسائی فوری نہیں ہوسکتی۔ لہذا ہمیں بھی اپنے پڑوسی کے ہر دکھ و درد اور پریشانی میں برابر شریک رہنا چاہئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''جبریلؑ مجھے



Marfat.com

پڑوسی کے حقوق کے متعلق اس قدر تاکید فرماتے رہے کہ مجھے خیال ہوا کہ اسے وارث بنا کر چھوڑیں گے" (مشکوٰۃ شریف)، آپؐ نے مزید یہ بھی فرمایا کہ وہ مومن نہیں ہے جو پیٹ بھر کھالے اور اس کا پڑوسی اس کی بغل میں بھوکا ہو (بیہقی) اسی طرح رشتہ داروں، قرابت داروں اور عام مسلمانوں حتیٰ کہ غیر مسلموں کے ساتھ بھی حسنِ سلوک اور اعلیٰ اخلاق سے پیش آنے کی ہدایت کی گئی ہے لہذا بچوں کو اخلاق اور آداب کی تعلیم کے ساتھ پڑوسیوں کے حقوق سے آگاہ کرنا چاہئے۔ بچے کم عمری میں جو سیکھ لیتے ہیں وہ پھر زندگی بھر اسکو نہیں بھولتے اور ان پر عمل تادمِ حیات کرتے ہیں۔

## کراماً کاتبین:

بعض ایسی معمولی حرکات سرزد ہو جاتی ہیں جنہیں ہم اہمیت نہیں دیتے مثلاً کسی بچہ نے کسی ہم جماعت کی کاپی نوٹس نقل کرنے کے لئے بغیر بتائے اٹھالی یا چرالی اور نقل کر کے واپس وہیں رکھ دی جہاں سے لی تھی۔ ہے تو یہ معمولی بات لیکن اس کا شمار بد دیانتی میں ہوگا اور اسکا جواب دینا ہوگا۔ اسی طرح بیوی نے شوہر کی جیب سے کچھ پیسے بتائے بغیر نکالئے اور پوچھنے پر لاعلمی کا اظہار کیا تو یہ بھی ناجائز ہے اسکا مواخذہ ہوگا۔ شوہر نے بیوی کا زیور کسی سخت حاجت کے پیشِ نظر چپکے سے اڑالیا اور اسے بیچ کر اپنا کام کرلیا، یہ بھی گناہ ہے۔ غرض جو بھی کام بدنیتی سے کیا جائے اور جس سے دوسرے کی ناحق دل آزاری ہو اسکی سزا ملے گی۔ اگر ہمارے ذہن میں یہ بات راسخ ہو جائے کہ ہم جو بھی نیک یا برا کام کر رہے ہیں اللہ اسے دیکھ رہا ہے اور دو فرشتے جو ہمارے اعمال کو قلم بند کر رہے ان سے ہمارا کوئی بھی عمل مخفی نہیں تو پھر ہم کوئی غلط کام



Marfat.com

نہیں کریں گے۔لہذا ہمیں روزانہ سوتے وقت پورے دن کا احتساب کرنا چاہئے کہ ہم سے کون سی ناجائز حرکت ہوئی ہے اوراس کے ازالے کی تدبیر کرنا چاہئے تا کہ اسی دنیا میں حساب صاف ہوجائے۔

## ایک دینی مدرسہ:

بچپن میں مجھے ایک مدرسے میں دینی تعلیم کے لئے داخل کیا گیا۔مدرسہ میں کافی بچے قرآن پڑھنے اور حفظ کرنے کے لئے آتے تھے۔بہت بڑے ہال میں سب بچے کئی قطاروں میں بیٹھتے تھے حافظ صاحب سب بچوں کو تنہا پڑھاتے اور سنتے تھے۔ انھوں نے بانس کی لمبی لمبی چھڑیاں بنا رکھی تھیں۔وہ بچوں پر کڑی نظر رکھتے تھے۔جو بچے شرارت کرتے ان پر وہ پندرہ، بیس گز دور سے لمبی چھڑی برساتے تھے۔غالبًا تیسرا یا چوتھا دن تھا کہ مولانا صاحب نے کچھ بچوں کو شرارت کرتے دیکھا اور ایک لمبا بانس ان کے سر پر دے مارا۔ایک بچے کے سر پر شدید چوٹ آئی اور خون بہنے لگا۔ میں قریب ہی بیٹھا تھا مجھے بڑا خوف اور ڈر لگا اور میں اپنا قاعدہ بغل میں دبا کر بھاگا اور گھر پہنچ کر دم لیا۔والدہ نے بہت کہا مدرسہ جاؤ لیکن میں نے قطعی طور پر جانے سے انکار کر دیا۔بعد ازاں گھر پر ہی ایک مولانا صاحب کا مجھے اور بڑی ہمشیرہ کو پڑھانے انتظام کیا گیا۔

## ایک اسکول:

اس کے بعد اسکول میں داخل کیا گیا۔وہاں پہلی جماعت میں ایک ہندو استاد تھے۔وہ بچوں کی پٹائی خوب کرتے تھے اور گندی گالیاں بھی دیا کرتے تھے۔ایک دن



Marfat.com

انھوں نے مجھے بھی گندی گالی دی۔ میں نے کہا استاد جی آپ پٹائی کر سکتے ہیں لیکن گندی گالی مت دیجئے اس پر انھوں نے میری اور پٹائی کی اور گالیاں بھی دیں۔ یہاں بھی میں بہت خوف زدہ ہوا۔ گھر جا کر بتایا تو سب نے کہا کوئی بات نہیں اسکول جاتے رہو۔ اگلے دن شرارت کسی اور بچے نے کی لیکن استاد صاحب نے پٹائی میری کر دی اور پھر گالیاں بھی دیں۔ میں نے گھر جا کر پھر بتایا کہ میں اسکول نہیں جاؤں گا۔ مجھے گندی گالیاں بری لگتی ہیں۔ لیکن گھر والوں نے پھر یہی کہا کوئی بات نہیں استاد کا ادب کرو۔ ہمارے گھر میں کوئی مرد ایسا نہیں تھا جو استاد صاحب سے جا کر کچھ کہتا۔ والد صاحب صبح ہی ریلوے ورکشاپ چلے جاتے اور مغرب کے قریب گھر آتے۔ والدہ گھر سے باہر قدم نہیں رکھتی تھیں کیونکہ اس زمانے میں عورت کا گھر سے باہر نکلنا بہت معیوب سمجھا جاتا تھا۔ میں نے اسکول جانا چھوڑ دیا اور راستے میں ایک باغ تھا وہاں بیٹھ جاتا تھا اور جب اسکول کے بچے چھٹی ہونے پر گھر جاتے نظر آتے تو میں بھی گھر آ جاتا۔ اس طرح کئی دن گذر گئے ایک دن ہمارے تایا ابا کی ملازمہ نے مجھے باغ میں بیٹھے دیکھ لیا اور اس نے ہماری والدہ صاحبہ کو بتا دیا کہ اکرم آج باغ میں بیٹھا تھا شاید اسکول نہیں گیا۔ والدہ صاحبہ نے مجھ سے پوچھا تو میں نے جھوٹ کہا کہ میں تو اسکول گیا تھا۔ والدہ صاحبہ نے کہا ملازمہ نے تمہیں باغ میں بیٹھے دیکھا ہے۔ میں نے پھر بھی انکار کیا۔ انھوں نے ملازمہ کو بلوایا اور اس کے سامنے پھر مجھ سے پوچھا۔ میں نے کہا نہیں اسکو غلط فہمی ہوئی ہوگی۔ اس نے کہا تم دو اور بچوں کے ساتھ گُلّی ڈنڈا کھیل رہے تھے اب تو قلعی کھل گئی میں خاموش ہو گیا اور وجہ وہی بتائی کہ میں استاد صاحب کی

Marfat.com

گالیوں اور پٹائی سے خوف زدہ ہوں۔ میں اس اسکول میں نہیں پڑھوں گا۔ والدہ صاحبہ نے میری خوب دھنائی کی اور شام کو والد صاحب کو بھی بتا دیا۔ والد صاحب نے ایک لکڑی اٹھا کر مجھے خوب دھنک دیا۔ تایا ابا کو پتا چلا تو وہ دوڑے ہوئے آئے اور مجھے بچایا۔ آخر مجھ سے اقرار کرایا گیا کہ میں آئندہ اسکول سے نہیں بھاگوں گا۔ میں یہی کہتا رہا کہ استاد صاحب کو کوئی اتنا کہہ دے کہ وہ گالیاں نہ دیا کریں۔ آخر اگلے دن میرے تایا ابا میرے ساتھ اسکول گئے۔ میں تو کلاس میں چلا گیا وہ استاد صاحب کو باہر لے گئے اور ان سے کچھ بات کی۔ پھر استاد صاحب نے گالیاں دینا بند کر دیں اس طرح پوری کلاس کو عافیت نصیب ہوئی۔ اس پٹائی کا اثر ایسا ہوا کہ پھر کبھی ایم-اے تک میں کلاس سے غائب نہیں ہوا۔

## عظمتِ استاد:

استاد کا بچہ کی تعلیم اور تربیت میں بڑا اہم کردار ہے۔ وہ بچہ کو اپنے درس اور تربیت سے ایک اچھا، باکردار، محبّ وطن، خوش اخلاق شہری اور مستقبل کا قابلِ تقلید رہنما اور قائد بنانے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔ اچھے استاد صرف مطلوبہ مضمون درسی کتب کی مدد سے پڑھانے پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ وہ اچھے کردار کی بھی تعلیم دیتے ہیں۔ وہ تدریس کو دینی اور دنیاوی اعتبار سے ایک بہت ہی متبرک اور مستحسن عمل گردانتے ہیں۔ وہ تعلیم و تدریس صرف اسکول کی حد تک محدود نہیں رکھتے بلکہ وہ کلاس سے باہر اور اپنے گھر پر بھی طلبا کی مدد کرتے ہیں جس کا کوئی معاوضہ نہ وہ طلبا سے طلب کرتے ہیں اور نہ ہی اسکول سے۔ اسلئے اجر و ثواب کی توقع وہ اپنے رب سے رکھتے ہیں۔ جو

Marfat.com

استاد اپنی تدریس کا حق ادا نہیں کرتے وہ دنیا میں تو شاید جواب طلبی سے بچ جائیں لیکن یوم الحساب ان کو پورا پورا حساب دینا ہوگا۔

میرے ایک ہندو استاد ایسے بھی تھے جو طلبا کو اپنے گھر پر ہمیشہ خوش آمدید کہتے تھے اور امتحانات کے زمانے میں نہ صرف اپنے مضمون کی بلکہ دوسرے مضامین کی بھی تیاری میں مدد فرماتے تھے۔ ان کی بیگم سب طلبا کے لئے چائے اور کھانے کا بھی اہتمام کرتی تھیں۔ ایسے ہی اردو کالج کے ہمارے فارسی کے استاد عبدالعزیز صاحب طلبا کو گھر پر امتحانات کی تیاری میں رہنمائی کیا کرتے تھے اور طلبا کو قلم اور کاغذ بھی فراہم کرتے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ میں تدریس کو عبادت سمجھتا ہوں۔ کسی قوم کے اساتذہ اگر تدریس کو اپنی ماہانہ تنخواہ کے پیمانے سے نہ ناپیں اور اسکو دینی اور قومی فریضہ سمجھیں تو اس قوم کے افراد اقوام عالم میں اعلیٰ اور عرفی مقام حاصل کر سکتے ہیں۔ ایسے اساتذہ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی سرخرو ہوں گے۔

## نقل:

بعض طلبا دوران تعلیم واجب (ہوم ورک) میں ہیرا پھیری کرتے ہیں۔ وہ محنت سے بچنے کے لئے اپنے دوسرے ہم جماعت سے مواد اور معلومات حاصل کر کے واجب استاد کو پیش کر دیتے ہیں۔ بعض استاد تو ایسے طلبا کو پکڑ لیتے ہیں لیکن بعض طلبا گرفت میں نہیں آتے۔ وہ عارضی طور پر تو استاد کو دھوکہ دے کر نمبر حاصل کر لیتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی گرفت سے نہیں بچ سکتے۔ یوم الحساب تو ان کو اسکی سزا بھگتنی ہوگی۔ اسی طرح امتحانات میں نقل کرنا بھی ایک عظیم گناہ ہے۔ جو نقل کر کے پاس ہوتے ہیں

Marfat.com

وہ دوہرے گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں۔ ایک تو امتحان میں دھوکہ دینے کے اور دوسرے طلبا کی حق تلفی کے گناہگار ہوئے۔ ایسے طلبا اپنے طور پر تو خوش ہو لیتے ہیں لیکن ان کو جان لینا چاہئے کہ انکا یہ عمل اللہ تعالی سے تو مخفی نہیں ہے ان سے اسکی جواب طلبی ہوگی۔ وہ ان کئی ہزار طلبا کے گناہگار ہوئے جو اس امتحان میں بیٹھے تھے۔ دراصل آجکل نقل کرنا یا دھوکہ دہی کے کام کرنا عیب تصور نہیں کئے جاتے بلکہ بعض والدین اپنے بچہ کی ایسی حرکات کو سراہتے ہیں اور بڑے فخریہ انداز میں احباب میں اس کا تذکرہ کرتے ہوئے کوئی عار محسوس نہیں کرتے۔ اس لحاظ سے والدین بھی ایسی حرکات کے ذمہ دار قرار دئے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ کا ایک نظام ہے وہ غلط کاروں کو ڈھیل دیتا ہے اور پھر زندگی میں ایسی گرفت کرتا ہے کہ کوئی جائے پناہ نہیں ملتی۔ اگر دنیا میں اسکی سزا نہ ملی تو آخرت میں تو بچاؤ کی کوئی صورت نہیں۔ گناہ یا جرم ظاہری ہو یا باطنی اسکی سزا لازماً ملتی ہے۔ دنیا میں نہیں تو آخرت میں مل کر رہے گی اگر ایسا نہ ہو تو پھر اللہ تعالیٰ کے عادل اور منصف ہونے کا تصور ختم ہو جائے گا۔



Marfat.com

## ۴۔ غیر انسانی مخلوق

انسانوں کے علاوہ ہماری دینی تعلیمات میں جانورں تک سے حسن سلوک کی تاکید کی گئی ہے۔ وہ بے زبان ہوتے ہیں لیکن تکلیف اور راحت کا احساس ان میں ہوتا ہے۔ جب کسی جانور پر ضرب لگائی جاتی ہے تو تکلیف سے چیختا ہے اور اگر اس پر شفقت کا ہاتھ پھیرا جائے تو اپنے انداز سے شکریہ ادا کرتا ہے۔ ایک مجلس میں ایک صحابیؓ چیونٹیوں کو مارنے لگے آپؐ نے منع فرمایا اور کہا جب یہ آپ کو پریشان نہیں کر رہی ہیں تو ان پر خوامخواہ ظلم کیوں کرتے ہو۔ یہ بھی اللہ کی مخلوق ہے اس سے بھی رواداری کا سلوک کرو۔ اسی طرح دریا، پہاڑ اور زمین پر خوامخواہ دست درازی نہ کی جائے۔ کیونکہ روزِ حساب وہ بھی شکایت کریں گے کہ بغیر کسی حاجت کے ان پر تصرف کیا گیا۔ مثلاً دریا میں گندگی ڈالی جائے جبکہ اسکا پانی انسان پینے میں استعمال کرتے ہیں۔ پھر پانی میں رہنے والے جانور گندگی سے متاثر ہوں گے۔

زمین پر ناحق خون نہ بہایا جائے یا پہاڑوں پر بدکاری کے اڈے قائم نہ کئے جائیں۔ حضور نے ایک بار فرمایا کہ ''یہ جبلِ احد ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں'' یعنی جمادات بھی شعور رکھتے ہیں۔ گھاس، پودوں کو خوامخواہ نہ روندا جائے، درختوں پر ڈنڈے نہ مارے جائیں اور انہیں بلاوجہ کاٹا نہ جائے۔ غرض اللہ کی پیدا کی ہوئی کسی چیز پر ناحق زیادتی قابلِ گرفت ہے۔ اسکا خیال ہمیں خود بھی کرنا چاہئے اور اپنے بچوں کو بھی بتانا چاہئے۔



Marfat.com

## ۵۔ تعلیم اور تربیتِ اولاد

علم حاصل کرنا ہر انسان پر دینی اور دنیاوی اعتبار سے فرض ہے۔ علم کا منبع اور سرچشمہ تو اللہ سبحانہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے۔ بابا آدمؑ کو جنت ہی میں بنیادی علوم اور فہم وفراست عطا کردی گئی تھی۔ پھر انبیا کرام کے ذریعہ صحیفے اور کتابیں نازل کی گئیں اور مسلسل ہدایات پہنچائی گئیں۔ ہمارے نبی کریم ﷺ پر جو پہلی وحی مبارکہ نازل ہوئی اس میں پڑھنے ہی پر زور دیا گیا (سورۃ العلق ۱۔۵)۔ ہمارے پیارے نبیؐ کو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں یہ کہہ کر ''ربِ زدنی علماً'' اے رب میرا علم زیادہ کر، علم کی ترغیب دلائی۔ مسلمانوں اور پورے بنی انسان کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے قرآن مجید عطا کیا گیا۔ رفتہ رفتہ دینی اور دنیاوی علوم میں ترقی ہوتی گئی۔ اب بے شمار علوم ہیں جن میں لوگ مہارت اور تخصص حاصل کررہے ہیں۔

### عربی زبان:

مناسب تو یہ ہے کہ بچہ کے لئے سب سے پہلے دینی تعلیم کا اہتمام کیا جائے۔ بدقسمتی سے ہمارے یہاں باقاعدہ عربی زبان پڑھانے کا انتظام اسکولوں میں نہیں ہے۔ مسجدوں میں قرآن پاک پڑھانے کا اہتمام ضرور ہے لیکن عربی زبان پڑھانے کا بندوبست نہیں ہے۔ بچے قرآن پاک پڑھ لیتے ہیں حفظ بھی کرلیتے ہیں لیکن زبان نہ جاننے کے باعث قرآن شریف کے معنی اور مطالب سمجھ نہیں سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم قرآن پاک طوطے کی طرح رٹ کر پڑھتے رہتے ہیں۔ دینی مدارس میں ضرور اس



Marfat.com

کا اہتمام کیا گیا ہے اور وہاں با قاعدہ عربی زبان پڑھائی جاتی ہے اور دیگر دینی علوم بھی سکھائے جاتے ہیں۔ لیکن ان مدارس کی طرف عوام الناس کی توجہ نہیں ہے کیونکہ مدارس کے فارغ التحصیل طلبا کو معقول ملازمت نہیں ملتی۔ وہ کسی مسجد میں امام یا خطیب بن سکتے ہیں۔ جہاں نہ معقول تنخواہ ہوتی ہے اور نہ دیگر ضروری مراعات ملتی ہیں۔

ہمارا ملک اسلامی جمہوریہ پاکستان کے نام سے کل عالم میں معروف ہے۔ لیکن سرکاری طور پر یہاں عربی زبان جو کہ اسلامی تخصص کے لئے لازمی ہے کی تعلیم کا کوئی معقول انتظام نہیں ہے۔ اسی طرح دینی تعلیم پر بھی کوئی خاص توجہ نہیں ہے۔ ہم نے بزرگوں سے سنا ہے کہ جب پاکستان بننے کے آثار روشن ہو گئے تو مرحوم آغا ں نے قائداعظم سے کہا تھا کہ پاکستان میں عربی زبان ضرور لازمی قرار دیں اس سے ایک تو نئی نسل کو قرآن اور دین سمجھنے میں آسانی ہوگی دوسرے وہ عرب دنیا سے قریب ہو جائیں گے۔ لیکن افسوس عربی تو کیا اردو زبان کو بھی نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ پاکستان کو عالمِ وجود میں آئے ہوئے نصف صدی گذر گئی لیکن یہاں ابھی تک اسلام کے فروغ کے لئے کم اور غیر اسلامی اقدار کی پرورش پر خاصہ اہتمام کیا جا رہا ہے۔ روزِ حساب ہمارے سربراہانِ حکومت سے بھی باز پرس ہوگی کہ انھوں نے اسلامی زبان عربی اور دینی تعلیم کو کیوں نظر انداز کیا۔

## اردو زبان:

اسکول میں بچہ کی تعلیم و تربیت کا انحصار نصابِ تعلیم اور اساتذہ کی کوشش پر ہوتا ہے۔ ہر ملک اور ہر قوم اپنی نظریاتی اساس کی بنیاد پر نظامِ تعلیم مرتب کرتی ہے۔



Marfat.com

پاکستان ایک نظریاتی ریاست ہے اور اس کے دستور کی قراردادِ مقاصد میں واضح طور پر لکھا ہے کہ اس ملک کا سیاسی، تعلیمی، معاشرتی اور کاروباری نظام قرآن اور سنت نبوی ﷺ کے مطابق ہوگا۔ لیکن بدقسمتی سے ہمیں جو نظام ورثہ میں انگریزوں سے ملا تاحال وہ ہی معمولی ترمیم کے ساتھ چل رہا ہے۔ تعلیمی نظام سب سے اہم ہے جس پر آئندہ نسل کی افزائش اور فروغ کا دارو مدار ہوتا ہے۔ تعلیم اگر قومی زبان میں دی جائے تو زیادہ موثر ہوتی ہے۔ ہم اب تک انگریزی زبان کو قومی زبان پر ترجیح دئے ہوئے ہیں۔ کتنے ملک ہیں جو انگریزی زبان اپنائے ہوئے ہیں؟ کوریا، جاپان، چین، روس اور بے شمار ملک جہاں ان کی اپنی زبان رائج ہے اور وہ برطانیہ اور امریکہ کہ ہم پلہ ہیں۔ عرب ممالک میں بھی نظامِ تعلیم ان کی اپنی زبان میں ہے۔ وہ انگریزی اور دوسری زبانوں میں مخصوص افراد کو تربیت دلا لیتے ہیں تاکہ بین الاقوامی معاملات میں سہولت ہو۔ اور اپنا داخلی سارا نظام اپنی ہی زبان میں چلاتے ہیں۔ انشاءاللہ ہمارے یہاں بھی قومی زبان کو کبھی نہ کبھی جائز مقام ملے گا۔

## مساجد و آئمہ:

مساجد میں امام یا مؤذن جو مقرر ہوتے ہیں اکثر بہت ہی کسمپرسی کی حالت میں ہوتے ہیں۔ شہروں میں تو کچھ بہتر صورت ہے لیکن دیہاتوں میں تو ان کا کوئی پرسان حال نہیں۔ وہ پابندی سے پانچوں وقت کی نمازوں کا اہتمام کرتے ہیں پھر بچوں کو قرآن پاک پڑھاتے اور حفظ بھی کراتے ہیں۔ ان کی تنخواہیں برائے نام ہوتی ہیں۔ بعض کو تو محلّہ سے دو وقت کا کھانا مختلف گھروں سے باری باری پہنچایا جاتا ہے اور



Marfat.com

عیدین پر دو جوڑے کپڑوں کے دے دیئے جاتے ہیں اور وہ بیچارے اسی پر صبر و شکر کے ساتھ خدمت کرتے رہتے ہیں۔ یہ مسلمانوں کے لئے کتنی شرم کی بات ہے کہ وہ اپنے امام کو کس درجہ حقیر سمجھتے ہیں اور بے قدری کرتے ہیں جو پانچ وقت اللہ تعالیٰ کے حضور ان کو ساتھ لیکر پیش ہوتا ہے اور ان سب کے لئے دعائے خیر کرتا ہے۔

ایک بہت ہی دردناک واقعہ قابلِ غور و فکر ہے۔ ایک محلّہ کی مسجد میں پیش امام صاحب کے لئے کھانے کا انتظام مختلف گھروں سے کیا گیا تھا۔ ان کی تنخواہ مقرر نہیں تھی۔ صبح اور شام مقرر کردہ گھروں سے ان کو کھانا پہنچایا جاتا تھا۔ اسی پر ان کی بسر اوقات تھی۔ ایک رات میرے تایا ابا دیر سے عشا کی نماز کے لیئے مسجد گئے۔ سب لوگ جا چکے تھے۔ مسجد میں بجلی نہیں تھی۔ تایا ابا اندر گئے اور نماز پڑھنے لگے۔ انہیں کچھ آواز سنائی دی۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد انھوں نے لیمپ جلایا تو دیکھا امام صاحب کپڑے پر کوئی رکھی ہوئی چیز چھپا رہے ہیں پاس ہی ایک ٹکڑا بھی پڑا تھا۔ تایا ابا نے پوچھا حافظ صاحب کیا بات ہے کیا چھپا رہے ہیں ہمیں بھی دکھائیں۔ وہ کہنے لگے کچھ نہیں اور ذرا شرمندہ سے نظر آنے لگے۔ تایا ابا کو تجسس ہوا انھوں نے جب بہت اصرار کیا تو امام صاحب کہنے لگے آج کھانے کی جن کی باری تھی ان کے یہاں سے کھانا نہیں آیا۔ میں روزانہ جو کھانا آتا ہے اس کی بچی ہوئی روٹی رکھ لیتا ہوں۔ جس دن کسی گھر سے کھانا نہیں آتا تو روٹی کو پانی میں بھگو کر کھا لیتا ہوں۔ آج بھی کھانا نہیں آیا تو میں سوکھی روٹی کو پانی میں توڑ کر بھگو رہا ہوں آج یہ ہی کھا لوں گا۔ تایا ابا کو بہت دکھ ہوا وہ ان کو لیکر گھر آئے اور اپنے ساتھ کھانا کھلایا۔ اگلے دن تایا ا



Marfat.com

نے مسجد کے منتظمین کو خوب سخت سست سنایا اور امام صاحب سے کہہ دیا کہ کھانا روزانہ میرے گھر سے آئے گا اگر کبھی وقت پر نہ آئے تو آپ گھر تشریف لے جائیں اور گھر میں بھی ہدایت کر دی کہ حافظ صاحب کو کھانا صبح شام پابندی سے پہنچایا جائے اگر وہ گھر تشریف لائیں تو ان کو کھانا پیش کیا جائے۔ نہ جانے کتنی مساجد میں اب بھی آئمہ کی اسی طرح بے قدری کی جارہی ہوگی۔ جس معاشرے میں اپنے امام کی تذلیل اور بے قدری ہو اس پر اللہ کا قہر ہی نازل ہوگا۔

یہ ذمہ داری اسلامیہ جمہوریہ پاکستان کی حکومت کی ہے کہ وہ مساجد، دینی مدارس اور ان کے آئمہ اور اساتذہ کرام کی سرپرستی کریں۔ مساجد کی دیکھ بھال اور مدرسین اور آئمہ کرام کی معقول تنخواہ اور دیگر مراعات جیسے اسکولوں اور جامعات میں دی جاتی ہیں کا اہتمام کریں۔ سعودی عربیہ میں تمام مساجد کی تعمیر اور دیکھ بھال حکومت کے ذمہ داری ہے اور تمام آئمہ اور مدرسین کو تنخواہیں اور دیگر مراعات اسکولوں اور جامعات کے اساتذہ کے مساوی دی جاتی ہیں۔

جیسا کہ ابتدا میں عرض کیا تھا کہ بچہ کی پہلی درسگاہ اس کا گھر ہوتا ہے۔ بچہ گھر سے جو تعلیم اور تربیت حاصل کر کے اسکول جائے گا وہ اس کے عمل سے ہر ہر قدم پر ظاہر ہوگا۔ استاد کی عزت، ہم جماعت ساتھیوں کے ساتھ محبت اور اسکول کے عملہ کے ساتھ حسنِ سلوک، کلاس میں توجہ کے ساتھ علم حاصل کرنا، کلاس میں اور اسکول میں نظم وضبط پر قائم رکھنا، تخریبی کاموں سے دور رہنا، کسی کی دل آزاری نہ کرنا، شرارتوں سے گریز کرنا، صحتمند کھیلوں میں حصہ لینا وغیرہ اچھے بچوں کا شعار ہونا چاہئے۔ بچوں کی



Marfat.com

تربیت میں والدین اور اساتذہ کو پوری پوری توجہ دینی چاہئے کیونکہ ان کے بچوں کی بداعمالیاں نہ صرف انکے لئے دنیا میں ذلت اور رسوائی کا سبب بنیں گی بلکہ مرنے کے بعد بھی ان کا وبال نازل ہوتا رہے گا۔ ایک واقعہ اخبار میں آیا تھا کہ ایک ڈاکو کا مقدمہ عدالت میں پیش ہوا۔ جج نے ڈاکو سے پوچھا کہ تم ڈاکے کیوں ڈالتے تھے اس نے کہا میری ماں کو بلاؤ۔ جب اسکی ماں آ گئی تو اس نے اسکی زبان کاٹ لی اور کہا کہ میں چوری کر کے گھر لاتا تھا تو یہ منع نہیں کرتی تھی بلکہ میری ہمت افرائی کرتی تھی اس سے میری ہمت افزائی ہوئی اور میں چوریاں کرتے کرتے ڈاکے ڈالنے لگا۔

## تدریس:

اسکول میں نصابِ تعلیم احسن طریقے پر پڑھانے کا سارا دارومدار اساتذہ پر ہوتا ہے۔ ہمارے یہاں سرکاری اسکولوں کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ بعض اساتذہ تدریس کو عبادت کا درجہ دیتے ہیں اور محنت اور شفقت سے پڑھانے کو رزقِ حلال تصور کرتے ہیں۔ ان کو یہ احساس ہوتا ہے کہ وہ اپنے رازق کی خوشنودی کی خاطر اور قوم کے نونہالوں کے مستقبل کو تابناک بنانے کے لئے خدمت انجام دے رہے ہیں۔ برخلاف اسکے بعض اساتذہ اسکول میں کم، گھر پر ٹیوشن یا کوچنگ سنٹر پر زیادہ توجہ اور محنت سے طلبا کو پڑھاتے ہیں۔ عذر یہ دیا جاتا ہے کہ سرکاری ملازمت کی تنخواہ میں بسر اوقات اور گزارا نہیں ہوتا۔ یہ بات کسی حد تک درست ہے اور حکومت کو اس طرف توجہ دینی چاہئے۔ ہمارے ایک عزیز نے بتایا کہ وہ روس پڑھنے گئے تھے وہاں پرائمری اسکول کے اساتذہ کی تنخواہ یونیورسٹی کے اساتذہ کے مساوی ہوتی ہیں۔ واللہ عالم۔



Marfat.com

بہرحال اساتذہ کرام کو یہ تصور کرنا چاہئے کہ وہ قوم کے بچوں کے مستقبل کے ذمہ دار ہیں اگر فی الحال مالی تنگی ہے تو اسکا اجر اللہ تعالیٰ کے یہاں ضرور ملے گا ورنہ حساب دینا بہت دشوار ہوگا۔

ابتدائی اسکولوں سے لیکر جامعات تک اساتذہ کرام کی محنت اور کاوش سے ہی ہماری آئندہ نسل اقوامِ عالم میں اعلیٰ یا کم تر مقام حاصل کر سکے گی۔ اساتذہ کے لئے بھی یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے شعبۂ علم میں جدید مواد سے آشنا ہوں اور نئی تحقیقات سے باخبر ہوں۔ یہ اسی وقت ہوسکتا ہو جب وہ اپنے مضمون میں شائع ہونے والے رسائل اور کتب کا مسلسل مطالعہ کرتے رہیں۔ استاد اگر خود محنت کرے تو وہ اپنے طلبا کو بھی اسی نہج پر محنت کرائے گا۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ ہمارے بعض اساتذہ خود بھی نصابی کتب پڑھتے ہیں اور طلبا کو بھی نصاب ہی کی کتاب تک محدود رکھتے ہیں۔ اور یہ صورتِ حال ہماری اعلیٰ درسگاہوں تک ہے۔ ہم ایک طرح سے Textbook اسکالر پیدا کررہے ہیں۔

دورانِ تعلیم امریکہ میں مجھے میرے ایک استاد ایک ثانوی اسکول میں لے گئے۔ ہم سیدھے لائبریری گئے۔ ہم وہاں بیٹھے ہی تھے کہ طلبا کا ایک گروپ آ گیا ان کے ساتھ ان کی اُستانی بھی تھیں۔ طلبا کے ہاتھ میں ایک فہرست تھی وہ اس کے مطابق کتب اور رسائل سے نوٹس بنانے لگے۔ استانی اور لائبریرین بھی ان کی رہنمائی کررہی تھیں۔ بچے ایک گھنٹہ لائبریری میں رہے۔ نوٹس لینے کے علاوہ اپنی پسند کی کچھ کتابیں بھی جاری کرا کر لے گئے۔ میرے دریافت کرنے پر بتایا گیا کہ ''ہمارے



Marfat.com

نظام تعلیم میں اسکول کی ہر کلاس کو ہفتہ میں ایک گھنٹہ کے لئے لائبریری آنا ہوتا ہے۔ استاد جو موضوع پڑھاتا / پڑھاتی ہے وہ اس سے متعلق کتابوں اور رسائل کے مضامین کی ایک فہرست طلبا کو دیتے ہیں اور ساتھ ہی واجب (Assignment) بھی دے دیتے ہیں۔ بچوں کو واجب لائبریری میں جا کر فہرست کے مطابق کتب اور رسائل پڑھ کر کرنا ہوتا ہے۔ جو بچہ کتابوں اور رسائل کو پڑھ کر حوالوں کے ساتھ واجب کرتا ہے اسکو اچھے نمبر ملتے ہیں جو پوری توجہ سے محنت نہیں کرتے ان کو نمبر کم ملتے ہیں۔ اگر کوئی بچہ بغیر حوالوں کے واجب دیتا ہے وہ قبول نہیں کیا جاتا"۔ یہ نظام وہاں اسکول سے جامعات تک رائج ہے۔ اب یہ خیال کریں ہمارے طلبا جو صرف ایک کتاب پڑھ کر امتحان پاس کر لیتے ہیں ان کی صلاحیت اور جو کئی کتابیں اور رسائل سے استفادہ کرتے ہیں ان کی قابلیت میں کتنا فرق ہوگا۔ ہم اپنے طلبا کی علمی اور تحقیقی صلاحیت کو اجاگر اسی وقت کر سکتے ہیں جب ہمارے اساتذہ خود مسلسل مطالعہ کریں اور اپنے طلبا کو بھی محنت کا عادی بنائیں۔

ہمارے یہاں سہل پسندی عود کر آئی ہے اب تو نصابی کتب کے علاوہ مختصر گائڈز یا حل شدہ سوالات بازار میں کثرت سے ملتے ہیں بہت سے بچے ان پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔ کچھ اساتذہ بھی امتیاز اور تفریق برتتے ہیں۔ کچھ طلبا ایسے ذہین ہوتے ہیں جو امتحان کے بعد محنت کرتے ہیں اور اچھے نمبروں سے پاس بھی ہو جاتے ہیں۔ ہمارا نظامِ تعلیم اور طرز تدریس اتنا گنجلک ہو گیا ہے کہ اس کے سدھار کی صورت بہت مشکل نظر آتی ہے۔ تحصیلِ علم اور ترسیلِ علم دینی اعتبار سے فرض ہے اس میں کوتاہی، بددیانتی



Marfat.com

اور امتیاز وتفریق قابلِ گرفت ہے اور طلبا اور اساتذہ دونوں ہی سے روزِ حساب بازپرس ہوگی۔

## English Medium School

آجکل اکثر گھرانوں میں دینی تعلیم اور اخلاقی قدروں کو اہمیت نہیں دی جاتی۔ ایک عام رجحان یہ ہے کہ والدین اپنے بچوں کو English Medium School میں تعلیم دلانا فرضِ عین سمجھتے ہیں۔ ان کی نظر میں انگریزی میڈیم اسکول میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد ان کے بچے انگریز نہ سہی ان جیسے ضرور ہو جائیں گے۔ انگریزی اسکولوں کا حال یہ ہے ان کی بہتات کے باعث اعلیٰ تعلیم یافتہ اساتذہ کا فقدان ہے۔ جو میسر ہیں ان کی صلاحیت ایسی نہیں کہ وہ صحیح انگریزی بول اور لکھ سکیں۔ جو والدین انگریزی جانتے ہیں وہ بچوں کی ابتر تعلیمی صلاحیت پر کڑھتے اور سر دھنتے رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ وہاں بچوں کو انگریز، یورپ اور امریکہ کے مشاہیر اور وہاں کے مذہب اور کلچر پر درسی کتب پڑھائی جاتی ہیں۔ ان اسکولوں کے بچے مسلمان غازیوں، صحابہ کرامؓ، خلافت اور شرعی معلومات سے قطعی نابلد ہوتے ہیں۔ یہ بچے جب جوان ہوں گے تو جسمانی اعتبار سے پاکستانی ضرور ہوں گے لیکن ذہنی اعتبار سے انگریز یا امریکن ہوں گے۔

والدین سے اسکا سوال ضرور ہوگا کہ تم نے اپنے بچوں کو عربی زبان اور اسلامی تعلیمات کا اہتمام کہاں تک کیا۔ قرآن مجید میں اور احادیث نبوی ﷺ میں تو یہ بتایا گیا ہے کہ اہلِ جنت کی زبان عربی ہوگی اور یوم الحساب عربی ہی میں گفتگو ہوگی اور



Marfat.com

دینی فرائض کی ادائی پر باز پرس ہوگی۔ بہر حال والدین اپنے طور پر گھر میں بچوں کو عربی زبان سے روشناس کرانے کی کوشش کریں کیونکہ عربی زبان جانے بغیر دین کی صحیح فہم نصیب نہیں ہوسکتی۔ دینی کتب وافر تعداد میں فراہم کریں خود بھی پڑھیں اور بچوں کو بھی ان کے پڑھنے کی رغبت دلائیں۔ اس سے ان کو ذہنی اور قلبی سکون میسر ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا بھی حاصل ہوگی۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے خصوصی فضل سے نوازا اور جامعہ ام القریٰ، مکہ مکرمہ میں ملازمت دلا دی۔ وہاں بچوں کی تعلیم کا مسئلہ درپیش ہوا۔ اکثر پاکستانی احباب اپنے بچوں کو جدہ پاکستانی اسکول بھیجتے تھے۔ مجھے بعض نے مشورہ دیا کہ بچوں کو جدہ پاکستانی اسکول میں داخل کرادوں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ہم دونوں میاں بیوی کے ذہن میں یہ بات ڈال دی کہ ارضِ مقدس پر ہوتے ہوئے کیوں نہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور احسان کا پورا فائدہ اٹھایا جائے اور بچوں کو سعودی اسکول میں داخل کیا جائے جہاں وہ دینی اور دنیاوی دونوں علوم حاصل کرسکیں گے۔ بعض نے کہا کہ عربی نصاب پڑھ کر پاکستان میں کیسے اعلیٰ تعلیم حاصل کرسکیں گے۔ ہمیں معلوم تھا کہ مختلف زبانوں میں پڑھے ہوئے بچے برطانیہ، یورپی ملکوں اور امریکہ میں تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ کچھ وقت ضرور انگریزی یا دوسری زبان سیکھنے میں لگتا ہے لیکن اگر بچہ اپنی زبان میں مضامین سمجھتا ہے تو وہ دوسری زبان سیکھ کر آسانی سے اعلیٰ تعلیم جاری رکھ سکتا ہے۔ الحمدللہ یہی ہوا۔ ہمارے تینوں بچے عربی نصاب پڑھنے کے بعد امریکہ میں زیرِ تعلیم رہے اور ماشاءاللہ انہیں کوئی پریشانی نہیں ہوئی۔ ہمیں بے حد خوشی اور مسرت ہے کہ ہمارے بچے عربی



Marfat.com

جانتے ہیں اور عربوں کے ساتھ عربی میں گفتگو کرتے ہیں، قرآن پاک سمجھتے ہیں، عربی زبان سکھانے اور درسِ قرآن پاک اور حدیث شریف کا اپنے طور پر اہتمام کرتے ہیں۔ ہم بارگاہِ رب العزت میں اس احسان اور فضلِ عظیم پر مسلسل سجدۂ شکر ادا کرتے رہتے ہیں۔

## کتب خانے:

طلبا کی علمی صلاحیت اور تحقیقی طریقۂ کار کو فروغ دینے کے لئے اسکولوں میں کتب خانوں کا قیام اور استعمال بہت ضروری ہے صرف نصابی کتب پڑھنے اور پڑھانے سے ہمارے طلبا جدید تقاضوں کے اہل نہیں ہوسکتے۔ بعض اسکولوں میں کتب خانے ہیں لیکن وہ طلبا کی دسترس سے باہر ہیں۔ الماریوں میں تالے پڑے ہوتے ہیں۔ اساتذہ جن کو تفریحی لٹریچر پڑھنے کا شوق ہوتا ہے وہ ناول یا افسانے گھر لے جا کر اپنے شوق کی تسکین کر لیتے ہیں۔ کتب خانہ عموماً اساتذہ اور اسکول کے عملہ کے لئے گپ شپ لگانے، چائے پینے اور کھانے وغیرہ کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ سرکاری اسکولوں میں نظامتِ تعلیم ہر اسکول کو طلبا اور اساتذہ کی تعداد کے مطابق مالی وسائل فراہم کریں۔ ہر مضمون پر جدید کتب اور رسائل مہیا کریں تا کہ اساتذہ اور طلبا اپنے زیرِ تدریس مضامین پر جدید معلومات حاصل کر سکیں۔ ایسا کرنے سے نظامتِ تعلیم کے افسران اور اساتذہ کرام کو عظیم اجر و ثواب ملے گا کہ انھوں نے قوم کے نونہالوں کے فروغِ علم کے لئے مواد اور سہولت فراہم کیں۔



Marfat.com

## سیاست:

اسکول، طلبا کے علمی فروغ، اخلاقی قدروں اور اعلیٰ کردار کی افزائش کا مرکز اور تربیت گاہ ہوتا ہے۔ اچھے استاد صرف نصابی کتابوں کو پڑھانے پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ وہ علمی جدوجہد، اخلاقی قدروں کے نکھار اور احسن کردار سازی میں خصوصی دلچسپی سے کام لیتے ہیں۔ بعض اساتذہ اس پہلو کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اب اسکول کے طلبا اخلاقی قدروں سے عاری ہیں اور اکثر تخریبی کاروائیوں میں ملوث نظر آتے ہیں۔ بدقسمتی سے ہمارے سیاسی لیڈر طلبا کو اپنے مقاصد کے لئے گمراہ کرتے ہیں اور ان کو تخریبی کاروائیوں میں استعمال کرتے ہیں۔ دورانِ تعلیم طلبا کی پوری توجہ صرف تعلیم اور تحقیق تک محدود رہنی چاہئے۔ جو وقت وہ غیر تعلیمی کاموں میں صرف کرتے ہیں وہ ان کے لئے بہت ہی مضر ہے۔ ان کی عمر کا قیمتی وقت جو ضائع ہو گیا وہ واپس نہیں مل سکتا۔ افسوس اس بات کا ہے کہ ان کو اس کا احساس نہیں ہوتا کہ وہ اپنا قیمتی وقت ضائع کر رہے ہیں۔

میں نے امریکہ میں طلبا کے احتجاج کا انداز بھی دیکھا ہے۔ ایک دن لائبریری سے باہر آیا تو دیکھا کہ چند طلبا بینرس اٹھائے اور مائکروفون پر نعرے لگا رہے ہیں۔ اخبارات اور ٹیلی ویژن کے نمائندے بھی موجود ہیں۔ تھوڑی دیر میں دیکھا کہ انھوں نے بینرس زمین پر ڈال دئے اور مائیکروفون بھی ایک میز پر رکھ دیا اور چلے گئے۔ اسی دوران چند اور لڑکے آئے انھوں نے بینرس اٹھا لئے اور مائکروفون بھی اور نعرے لگانے لگے۔ میں نے ایک طالب علم سے پوچھا کہ یہ کیوں ہوا۔ پہلے طلبا کہاں گئے تو



Marfat.com

ایک طالب علم نے کہا ان کی کلاس تھی وہ اپنی کلاس میں چلے گئے اب جو طلبا آئے ہیں ان کی اس وقت کلاس نہیں ہوگی۔ اس نے کہا طلبا اپنی کلاس نہیں چھوڑتے کیونکہ کلاس چھوڑنے سے بہت نقصان ہوتا ہے۔ مجھے احتجاج کا یہ انداز اچھا لگا۔ انھوں نے احتجاج بھی جاری رکھا اور کلاس بھی نہیں چھوڑی جبکہ ہمارے یہاں طلبا سب سے پہلے کلاس کا بائیکاٹ کرتے ہیں۔ اس سے ان کا اپنا نقصان ہوتا ہے۔ یہ سوچ بہت ہی تباہ کن اور ناقابلِ تلافی نقصان کا سبب ہوتی ہے۔

ابھی ہمارے طلبا میں شعور پیدا نہیں ہوا۔ اس طرف اساتذہ کو توجہ دلانی چاہئے۔ اساتذہ کرام طلبا میں اگر علم کی قدر، تحقیق کی عظمت، اخلاقی قدروں اور ملّی تقاضوں کو اجاگر کریں تو ہم طلبا کو صحیح فکر اور صالح انداز عطا کر سکتے ہیں۔ ایسے اساتذہ دینی اور دنیاوی اعتبار سے ملک اور قوم کے محسن اور خیر خواہ ہوں گے۔



Marfat.com

## ۶۔ معاش، کاروبار اور رزقِ حلال

تعلیم حاصل کرنے کے بعد طلبا کسی نہ کسی ملازمت یا کاروبار کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اگر ملازمت مل جائے تو ادارہ کے ضابطوں اور اصولوں کی پابندی ضروری ہوتی ہے۔ دفتر کے اوقاتِ کار کا لحاظ ضروری ہوتا ہے۔ لیکن دیکھا گیا ہے کہ کچھ عرصہ کام کرنے کے بعد تساہلی شروع ہو جاتی ہے۔ مثلاً دفتر دیر سے جانا، اوقاتِ کار میں غائب ہو جانا اور اپنے ذاتی کام انجام دینا، کام میں سستی یا ٹال مٹول کرنا عام عادت ہوتی ہے۔ ہمارے دین میں رزقِ حلال پر بہت زور دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ''اے ایمان والو جو ہم نے تم کو دیا ہے اس میں سے پاک چیزیں کھاؤ'' حدیث شریف میں کہا گیا ہے کہ ''حرام کھانے والے کی دعا قبول نہیں ہوتی۔'' ''وہ گوشت جنت میں داخل نہ ہوگا جو حرام سے بڑھا ہو''۔ ''حرام مال سے کوئی صدقہ قبول نہیں ہوتا، نماز قبول نہیں ہوتی، برکت نہیں ہوگی'' (مشکوٰۃ شریف) اگر رزق حلال نہیں تو خود اپنی ذات اور بیوی بچوں کی پرورش پر بُرے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ یا تو ناگہانی آفات سے دو چار ہوتے ہیں یا بیوی اور بچوں میں گناہوں اور غیر اخلاقی اثرات پیدا ہوتے ہیں۔ اس کی ساری ذمہ داری گھر کے سربراہ پر ہوتی ہے۔

### رشوت:

بعض دفاتر میں رشوت کا کاروبار کثرت سے جاری ہے۔ رشوت لینا اب لوگ



Marfat.com

اپنا حق تصور کرتے ہیں۔ رشوت دینے والے مجبور ہوتے ہیں اپنا کام کرانے کے لئے ان کو رشوت دینا ہی پڑتی ہے۔ یہ مرض اتنا سنگین ہوگیا ہے کہ اسکا علاج ظاہری طور پر نظر نہیں آتا۔ اس کو صرف اسی طرح ختم کیا جا سکتا ہے کہ سربراہِ مملکت خود ایسی مثال قائم کرے کہ جس سے حکومت میں شامل افراد کو غلط کام کرنے کی جرأت نہ ہو۔ یعنی اگر سربراہِ مملکت خود دولت سمیٹنے سے گریز کرے اور کوئی ایسا کام نہ کرے جس سے ملک وقوم کو کوئی مالی یا اقتصادی نقصان ہو تب ہی اس کے نیچے کے لوگ درست ہوں گے۔ قانون کی گرفت مضبوط ہو۔ رشوت لینے والے یا کوئی بھی غیر قانونی کام کرنے والے کو کوئی رعایت نہ دی جائے اور قرار واقعی سزا سے ہرگز اجتناب نہ کیا جائے۔ سب جانتے ہیں کہ ہماری اسلامی ریاست کے سربراہان ملک وقوم کی کس بیدردی سے دولت لوٹتے رہے اور معیشت کو نا قابلِ تلافی نقصان پہنچاتے رہے ہیں۔ کسی بھی معاشرہ میں اصلاح اوپر کی سطح سے ہوتی ہے۔ اگر ہیڈ صحیح ہے تو نیچے والے خود بہ خود ٹھیک ہو جاتے ہیں۔

ایک بادشاہ، غالباً اورنگ زیب عالم گیر، کا واقعہ نقل کیا گیا ہے کہ وہ کسی مہم پر جا رہے تھے کہ کھانے کے لئے بیٹھے۔ کھانے میں نمک نہیں تھا۔ انھوں نے نمک طلب کیا۔ ایک درباری دوڑ کر قریبی آبادی میں گیا اور نمک لے آیا۔ بادشاہ نے پوچھا نمک کہاں سے لائے ہو۔ درباری نے کہا یہیں قریب کی آبادی سے لایا ہوں۔ بادشاہ نے پوچھا پیسے دے کر لائے ہو۔ درباری نے کہا نہیں، میں نے دوکاندار سے کہا کہ بادشاہ سلامت کھانے پر بیٹھے ہیں نمک کی ضرورت ہے۔ دوکاندار نے نمک



Marfat.com

دیا اور میں لے آیا پیسے نہیں دئے۔ بادشاہ نے کہا ''میں اس وقت کھانا نہیں کھاؤں گا جب تک تم اسکو پیسے دے کر نہیں آ جاتے''

## بے روزگاری:

دفاتر میں بہت سی ایسی حرکات سرزد ہوتی ہیں کہ ان کا شمار کرنا اور بیان کرنا خاصہ مشکل ہے۔ ایک عام شکایت یہ بھی ہے کہ عملہ کے انتخاب اور تقرر میں بھی خوب دھاندلی کی جاتی ہے۔ نا اہل کا تقرر ہو جاتا ہے اور اہل جوتیاں چٹخاتے در بدر مارے مارے پھرتے رہتے ہیں۔ اس عمل میں بھی رشوت اور سفارش کارفرما ہوتی ہے۔ ہمارے ملک میں بے شمار ہونہار، قابل اور لائق نوجوان بے روزگاری کا شکار ہیں۔ جس کے باعث تخریب کاری ا، تشدد، چوری، ڈکیتی، قتل وغارتگری بڑھتی جا رہی ہے۔ اس سے ملک میں امن وامان ناپید ہو گیا ہے۔ اس نا انصافی کا انجام بہر حال ہول ناک ہونا ہے۔ اس دنیا میں ظالم، راشی اور غیر منصف افسران کا حشر المناک ہوگا اور آخرت میں بھی جہنم رسید ہوں گے۔ یوں محسوس ہوتا ہے ان افسران کے ذہن میں یہ خیال راسخ ہو گیا ہے کہ سب کچھ دنیا ہی ہے آخرت یا یوم الحساب صرف ڈرانے کے لئے ہے مرنے کے بعد کچھ ہونے والا نہیں۔

## نوجوانوں کا انخلا:

قابل اور اہل نوجوانوں کی بے قدری سے ملک وقوم کو عظیم نقصان سے دوچار ہونا پڑ رہا ہے۔ یہ نوجوان بیرونِ ملک ملازمت تلاش کرتے ہیں اور ملازمت مل جانے پر وہیں مستقل سکونت اختیار کر لیتے ہیں۔ ان کی قابلیت اور مہارت سے دوسرے ممالک



Marfat.com

فیضیاب ہوتے ہیں اور ہم اپنے نا عاقبت اندیش افسران کی حماقتوں اور ذاتی خودغرضیوں کے باعث اپنے جگر گوشوں اور قابل سپوتوں سے محروم ہوجاتے ہیں۔ سعودی عرب، عرب امارات، جرمنی، برطانیہ، امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ میں لاکھوں ہمارے نوجوان کام کررہے ہیں ان ممالک کی معاشی اور صنعتی ترقی میں نمایاں کردارادا کررہے ہیں۔

## امانت میں خیانت:

عام طور پر دفتر میں کام کرنے والے اسٹشنری، فرنیچر، ٹیلی فون، سرکاری گاڑی بغیر اجازت ذاتی استعمال میں لاتے ہیں اور اس کو اپنا حق سمجھتے ہیں جو کہ نہیں ہے۔ اسکا بھی جواب طلب ہوگا۔ ہم اگر کسی شخص کو اپنے گھر کی اشیاء کو بغیر اجازت استعمال کرتے دیکھ لیں تو خاصہ گراں گذرتا ہے۔ سرکاری یا غیر سرکاری ادارے کا سامان، اشیاء، ٹیلی فون اور گاڑی وغیرہ عاملین کے پاس بطور امانت ہوتی ہیں ان کو ذاتی استعمال میں اس وقت تک نہیں لانا چاہئے جب تک ان کو استعمال کرنے کی رسمی طور پر اجازت نہ ہو۔ مجھ سے ایسی غیر اخلاقی حرکات سرزد ہوئیں۔ جب مجھے اس کا احساس ہوا تو میں نے اپنے افسرِ بالا سے معذرت کی اور آئندہ کے لئے اجازت طلب کی۔ اس کے بعد حتی الامکان محتاط رہا۔ اور آج تک اللہ تعالیٰ سے استغفار اور توبہ کرتا رہتا ہوں۔

غیر سرکاری اداروں میں بھی مندرجہ بالا قسم کی بے اعتدالیاں ہوتی ہیں لیکن ذرا کمی کے ساتھ کیونکہ وہاں مالکان اپنے نفع اور نقصان پر کڑی نظر رکھتے ہیں۔ سرکاری



Marfat.com

ملازمت میں تو عاملین کو یہ خیال ہوتا ہے کہ ملازمت پکّی ہے آسانی سے نکالا نہیں جاسکتا لیکن پرائیوٹ اداروں میں تو جرم کرنے پر مجرم کو کھڑے کھڑے نکال دیا جاتا ہے۔ وہاں اکثر کارکن بہت سمجھ بوجھ اور وفاداری سے کام کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ پرائیوٹ اداروں کی کارکردگی سرکاری اداروں کے مقابلے میں بہت بہتر ہوتی ہے۔ پرائیوٹ اداروں میں تنخواہیں اور دیگر مراعات اسی نسبت سے بہتر ہوتی ہیں کہ وہاں کام ٹھوک بجا کر لیا جاتا ہے۔

ہم مسلمانوں کو واضح طور پر قرآن پاک اور احادیث نبوی ﷺ میں رزقِ حلال کی تاکید کی گئی ہے۔ یوم الحساب ایک ایک پائی کا حساب دینا ہوگا۔ اگر دفتر کی ایک پن بھی غلط استعمال کی گئی ہے تو اسکا بھی جواب دینا ہوگا۔ عموماً ان معمولی چیزوں کا ہمیں وہم وگمان تک نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ ہم لوگوں میں اس کا شعور اور احساس بیدار فرمادیں تاکہ ہم عملی زندگی میں معمولی غلطیوں سے اجتناب کرسکیں۔



Marfat.com

## ۷۔ معاشرتی معمولاتِ زندگی اور اخلاقی قدریں

ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے معاشرے میں بعض ایسی خرابیاں عود کر آئی ہیں جن کے باعث اخلاقی اور دینی قدریں پامال ہو رہی ہیں۔ شرم اور حیا، احسان و مروت، فلاح و بہبود کے پیمانے ٹوٹتے پھوٹتے جا رہے ہیں۔ والدین اور بزرگ نوجوان نسل سے شاکی اور مایوس ہوتے جا رہے ہیں۔ جدید ذرائع نشر و اشاعت، ریڈیو، ٹیلی ویژن وغیرہ نے نوجوانوں کے ذہنوں کو خلفشار میں مبتلا کر دیا ہے۔ والدین کی نافرمانی، بزرگوں کی بے عزتی، اساتذہ کی رسوائی اور افسران کی حکم عدولی عام ہو گئی ہے۔ گھروں کا ماحول ابتر ہو گیا ہے، تعلیمی اداروں میں نظم و ضبط کا فقدان ہے، کارخانوں میں اور فیکٹریوں میں توڑ پھوڑ اور ہڑتالوں کا دور دورہ ہے اور ملک میں امن و امان مفقود اور آئے دن عوام اور حکومت سے سڑکوں پر تصادم عام ہوتا جا رہا ہے۔ اس صورت حال کے پیش نظر یوں محسوس ہو رہا ہے کہ ہم نے قرآن اور احادیث سے منہ موڑ لیا ہے۔ مادر پدر آزاد ہو گئے ہیں۔ قران پاک میں اور احادیث نبوی ﷺ میں والدین کی فرماں برداری، بزرگوں کی تعظیم، اساتذہ کی تکریم، افسران کی حکم برداری پر واضح طور پر ہدایات دی گئی ہیں۔ حضور ﷺ نے اپنے خدشہ کا اظہار کیا تھا کہ تم کہیں بنی اسرائیل کی اور دوسری سابقہ قوموں کی طرح گمراہ مت ہو جانا۔ آپؐ نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں فرمایا تھا کہ ''میں تمہارے درمیان اللہ کی کتاب چھوڑے جا رہا ہوں اسے مضبوطی سے پکڑے رکھا تو اس کے بعد ہرگز گمراہ نہ ہو گے'' (صحیح مسلم)۔ ہم نے قرآن کو اور آپؐ کی ہدایات کو پسِ پشت ڈال دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم اندرونی



Marfat.com

خلفشار اور بیرونی خطرات سے دوچار ہیں۔ یہ خیال نہیں ہے کہ ربِ کائنات ہمیں دیکھ رہا ہے اور ہمیں اپنی بداعمالیوں کو حساب دینا ہے اور خطاؤں پر دردناک عذاب بھگتنا ہے۔ ہمیں اپنا احتساب خود کرنا چاہئے اور خطاؤں سے گریز کرنا چاہئے۔

## بے اُصولی اور بے صبری:

کچھ ایسی حرکات ہم سے ہوتی ہیں جن کو شمار نہیں کرتے۔ بجلی کا بل جمع کرانا، پوسٹ آفس میں رجسٹری کرانا، بنک میں چیک کیش کرانا، کالج یا یونیورسٹی میں فیس جمع کرانا، ریلوے اسٹیشن پر ٹکٹ لینا، ایرپورٹ پر ایمیگریشن کرانا، بس میں سوار ہونا، ٹریفک سگنل پر ہری لائٹ کا انتظار کرنا وغیرہ کے لئے اکثر صبر و تحمل نہیں کیا جاتا۔ کوشش کی جاتی ہے کہ کسی نہ کسی طرح خود جلدی سے اپنا کام کر کے چلے جائیں۔ اگر لائن لگی ہوئی ہے تو کسی دفتر کے آدمی سے مل ملا کر اپنا کام جلدی کرالیا، یا لائن کو نظر انداز کر کے زبردستی اندر گھس گئے، یا کسی شخص کو جو بہت آگے لائین میں ہے اسکو اپنے کاغذات دے دئے کہ وہ اپنے کاغذات کے ساتھ آپ کا بھی کام کرادے۔ یہ حرکات قطعی غیر اخلاقی اور قابلِ گرفت ہیں۔ یہ خیال فرمائیں کہ جو لوگ لائین میں کھڑے ہیں ان کو کس قدر دکھ اور تکلیف ہوگی کہ وہ نظم کو برقرار رکھنے کے لئے صبر و تحمل کیساتھ کھڑے ہیں اور ایک شخص بعد میں آنے کے باوجود غیر اصولی طور پر اپنا کام کرا کر چلا گیا۔ اس غیر اصولی طور پر کام کرانے والا اور کام کرنیوالا دونوں ہی گناہ کے مرتکب ہوئے۔ ان کو یہ خیال ہی نہیں کہ ان کی یہ حرکت بھی قابلِ گرفت ہے اور اس کا بھی جواب طلب ہوگا۔

ہمارے بعض بھائی اور بہنیں شعوری اور غیر شعوری طور ایسی حرکات کرتے ہیں جو



Marfat.com

ہماری دینی تعلیمات کے خلاف ہیں۔ مثلاً سڑک پر چلتے ہوئے سگریٹ جلتی ہوئی پھینک دی جس سے آگ لگنے کا خطرہ ہوسکتا ہے، پان کی پچکاری دیواروں پر یا سڑک پر اُگل دی، گھر کا کوڑا اپنے یا پڑوسی کے دروازے کے آگے پھینک دیا، بس میں سفر کرتے ہوئے مونگ پھلی کھا رہے ہیں اس کے چھلکے یا کاغذ بس کے فرش پر ڈال دیئے، ریل کے سفر میں بھی یہ ہوتا ہے۔ بعض حضرات تو چلتی بس سے پان کی پچکاری باہر پھینکتے ہیں جو کسی پیدل چلنے والے پر گر جائے تو ہنگامہ برپا ہو جائے گا اور ایسا حادثہ میں نے دیکھا ہے۔ بعض بسوں میں فلمی بے ہودہ قسم کے گانے بجاتے ہیں جس سے شریف النفس لوگوں اور خواتین کو گراں گذرتا ہے۔ ایسی بے شمار بے اعتدالیاں سرزد ہوتی ہیں۔ ہمیں اسکا احساس نہیں ہوتا۔

ہمارے ہم وطن جب باہر جاتے ہیں تو وہاں بہت مہذب ہو جاتے ہیں۔ وہاں نہ تو سگریٹ سڑک پر پھنکتے ہیں اور نہ ہی پان کی پچکاری بس سے باہر پھینکتے ہیں۔ وہ اخلاقی قدریں جو کبھی ہماری شناخت ہوتی تھیں وہ آج ہم دوسری اقوام میں دیکھتے ہیں۔

## سرسید احمد خان:

محمد ذاکر علی خان صاحب نے روایات علی گڑھ میں ایک دلچسپ واقعہ لکھا ہے۔ سرسید احمد خاں ایک دن اپنی ٹفن میں لڑکوں کے ہوسٹل کے قریب سے گذر رہے تھے۔ لڑکوں نے کھڑکی سے خربوزے کی چھلکے اور بیج باہر پھینکے جو سرسید کی گود میں آ کر گرے۔ سید صاحب لڑکوں کے کمرے میں گئے ان سے دریافت کیا کہ چھلکے آپ



Marfat.com

نے باہر پھینکے تھے لڑکے بہت شرمندہ ہوئے اور معذرت کی۔ ہمارے یہاں اس قسم کی حرکات اکثر ہوتی ہیں۔ سرسید تو بس لڑکوں تنبیہ کر کے چلے گئے اگر یہ کسی اور کے ساتھ ہوتا تو خون خرابہ ہو جاتا۔

کبھی اطمیناں سے گھر پر بیٹھ کر غور فرمائیں کہ ایسی حرکات سے کتنے لوگوں کی دل آزاری ہوتی ہے۔ یہ سب قابلِ گرفت حرکات ہیں اور ان کی بھی باز پرس ہوگی۔ ہمارے دین میں مسلمان کو بہترین اخلاق اور اعلیٰ کردار کی تعلیم دی گئی ہے اگر ہم ان پر عمل کریں تو واقعی اشرف الانسان شمار کیے جائیں گے۔

## کھانے کے آداب کا فقدان:

ہمارے معاشرے میں بے شمار تکلیف دہ حرکات نظر آتی ہیں جن کا تعلق آداب زندگی اور اخلاقی قدروں سے ہوتا ہے۔ شادیوں کی تقریبات میں، مختلف اداروں کے اجتماعات میں، فلاح و بہبود کی انجمنوں میں کھانے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ جہاں کھانا بٹھا کر کھلایا جاتا ہے وہاں قدرے بے صبری اور افراتفری کم ہوتی ہے لیکن جہاں کھانا بوفے ہوتا ہے وہاں تو الاّ مان الحفیظ جنگ کا سا سماں ہوتا ہے۔ کھانا شروع ہوتے ہی کھانے پر مہمان ٹوٹ پڑتے ہیں۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ انِ کو کھانا کبھی نصیب نہیں ہوا۔ اس بھاگ دوڑ میں بہت سوں کے کپڑے بھی خراب ہو جاتے ہیں۔ عوامی اجتماعات میں تو کسی حد تک درگذر کیا جا سکتا ہے لیکن اعلیٰ تعلیمی اداروں میں یہ منظر دیکھ کر بہت افسوس اور شرم آتی ہے۔ کھانا عموماً اتنا وافر ہوتا ہے کہ سب اطمینان سے سیر ہو کر کھا سکتے ہیں بلکہ اکثر بچ جاتا ہے۔ جامعہ کراچی میں ایک زمانے میں ٹیچر سوسائٹی



Marfat.com

کی کلب کی طرف سے سالانہ ڈنر کا اہتمام کیا جاتا تھا اس میں اساتذہ اور عملہ کا انداز وہی دیکھا جو عام لوگوں کا ہوتا ہے۔ میں نے دیکھا کہ کھانے کی دوڑ کی وجہ سے بہت سے پروفیسروں کے سوٹ اور خواتین کی ساڑھیاں شوربے سے رنگین ہوگئیں۔ جب اعلیٰ تعلیمی اداروں میں کھانے کے آداب کا فقدان ہو تو پھر عام شہریوں سے اچھے آداب کی توقع نہیں کی جاسکتی۔

ہماری دینی تعلیمات میں ہر شعبۂ زندگی کے آداب بتائے گئے ہیں۔ ملنے جلنے، اٹھنے بیٹھنے، سفر، کاروبار، لین دین، میاں بیوی، بچے اور والدین، استاد و شاگرد، پڑوسی، مہمان و میزبان، عبادات وغیرہ کے آداب قرآن اور سنتِ نبوی ﷺ میں بتائے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ بزرگوں اور مصلحین نے بھی اپنی کتابوں میں ان پر واضح طور پر اظہارِ خیال کیا ہے۔ ہم مغربی معاشرہ میں بہت سی خرابیاں دیکھتے ہیں لیکن بہت سے ہمارے آداب اور اخلاقی قدریں وہاں نظر آتی ہیں۔ وہاں سے آنے والوں سے اکثر تعریفی جملے سننے میں آتے ہیں یہی وجہ ہے کہ وہ ہمیں اور وہاں جانے والوں کو متاثر کرتے ہیں۔

## لطیفہ جلد ساز:

ایک لطیفہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت مولانا احتشام الحق تھانویؒ نے ایک مرتبہ تقریر کے دوران فرمایا۔ ایک صاحب کتابوں کی جلدسازی میں بڑے ماہر تھے اور کام بہت عمدہ اور نفیس انداز سے کیا کرتے تھے۔ ان کے ایک دوست ایک نسخہ قرآن شریف کا ان کے پاس لے گئے اور کہا کہ اس کی جلد خراب ہوگئی ہے۔ اسکی اچھی سی



Marfat.com

جلد بنا دیجئے۔ ان جلد ساز صاحب کی عادت تھی جب کوئی کتاب جلد کے لئے آتی تو اسکو پڑھتے تھے اور اس میں اِملے کی غلطیاں درست کیا کرتے تھے۔ جن صاحب نے قران شریف جلد بندی کے لئے دیا تھا ان کو جلد ساز صاحب کی یہ عادت معلوم تھی۔ انھوں نے جلد ساز صاحب سے کہا کہ یہ اللہ کی کتاب ہے اس میں کوئی غلطی کا امکان نہیں لہذا اس میں آپ کوئی اصلاح نہ فرمائیں۔ جلد ساز صاحب نے کہا میں جانتا ہوں اس میں کوئی غلطی کا امکان نہیں، آپ اطمینان رکھیں۔ مقررہ دن وہ صاحب جلد ساز صاحب کے پاس گئے اور قرآن کا نسخہ طلب کیا۔ جلد ساز صاحب نے واقعی بہت عمدہ جلد بنائی تھی۔ جنھوں نے جلد کے لئے قرآن مجید دیا تھا بہت خوش ہوئے اور مطلوبہ رقم ادا کی اور جانے لگے۔ جانے سے پہلے انھوں نے ایسے ہی مذاق سے دریافت کیا۔ میاں اسمیں تو آپ نے کوئی اصلاح نہیں کی۔ جلد ساز صاحب کہنے لگے صاحب ایک دن میں نے سوچا آپ کے قرآن کے نسخہ کی تلاوت ہی کی جائے۔ میں نے دیکھا کہ اللہ کی کتاب میں گندے لوگوں اور کافروں کا ذکر کیسے آ گیا۔ یہ تو اللہ کا کلام ہے اس میں تو ایسے لوگوں کا ذکر مناسب نہیں۔ لہذا جہاں جہاں فرعون کا ذکر ہے وہاں میں نے آپ کے والد صاحب کا نام لکھ دیا اور جہاں جہاں شیطان کا نام تھا وہاں میں نے آپ کا نام لکھ دیا۔ اسی طرح جہاں خراب عورتوں کا ذکر تھا وہاں آپ کی والدہ صاحبہ کا نام لکھ دیا۔ وہ صاحب جلد ساز صاحب پر بہت خفا ہوئے اور بُرا بھلا کہتے ہوئے گھر چلے گئے۔ تو بعض اوقات علم کی کمی اور غیر شعوری طور پر بھی لوگ غلط کام کر جاتے ہیں جس سے دوسروں کی دل آزاری ہوتی ہے۔



Marfat.com

## تیز رفتا میٹر:

ایک عام پریشانی جو عوام کو درپیش ہوتی ہے وہ بس میں، ٹیکسی یا رکشہ سے سفر ہے۔ بسوں میں عام طور پر مسافروں کو جانوروں کی طرح ٹھونسا جاتا ہے یہاں تک بس کی چھت پر اور باہر لٹک کر جانا عام ہے جو بہت خطرناک ہے۔ بسوں کی کمی کہیئے یا مسافروں کی بے صبری۔ اپنی جان کو خطرے میں ڈالنا کوئی دانشمندی نہیں۔ اس کا علاج تو حکومت کی ذمہ داری ہے کہ آبادی کے تناسب سے بسوں کا انتظام کیا جائے۔ اسکی جواب دہی ان ہی پر ہے۔ بسوں کے کرایوں میں کنڈکٹر حضرات ہیرا پھیری کرتے ہیں۔ کسی سے زیادہ لے لیتے ہیں یا کسی کو ٹکٹ دیتے ہی نہیں وہ ان کی جیب میں۔ بعض بسوں میں ٹکٹ کا رواج ہی ختم کر دیا گیا ہے۔

ٹیکسی اور رکشہ والے یا تو منہ مانگے پیسے وصول کرتے ہیں یا غلط میٹر پر سواریوں کی خدمت کرتے ہیں۔ میٹر کے لئے قسم کھا کر کہتے ہیں کہ صحیح ہے جبکہ اکثر میٹر خراب ہوتے ہیں یا بہت تیز چلتے ہیں۔ رکشہ کے میٹر تو ٹیکسی سے بھی تیز چلتے ہیں۔ ٹیکسی اور رکشہ والے جو میٹر کے حساب سے پیسے لیتے ہیں اور میٹر تیز ہونے کے باعث جو رقم لی جاتی ہے وہ حرام ہے اور وہ پیسہ رزقِ حرام شمار ہوگا۔ پھر ٹیکسی والوں کو پولیس کو بھی خوش کرنا ہوتا ہے۔ بقول ٹیکسی اور رکشہ والوں کے کہ پولیس کو مسلسل کچھ نہ کچھ دینا پڑتا ہے۔ اس طرح پولیس والے بھی رزقِ حرام سے اپنی آمدنی بڑھاتے ہیں۔

## پولیس:

پولیس کی کرم فرمائیاں تو ہر شعبہ زندگی میں نمایاں ہیں۔ دوکاندار، خونچہ والے



Marfat.com

ایک مقررہ رقم پابندی سے ادا کرتے ہیں۔ اگر نہ کریں تو دوکاندار پر کوئی تاوان نازل ہوگا اور خونچہ والے کا یا تو خونچہ ہٹا دیا جائے گا یا اسے زدوکوب کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ دوکان سے یا خونچہ سے اپنی حاجت کی شے بغیر دام دئے لے جانا تو ان کا دائمی حق ہوتا ہے۔

موٹر سائیکل اور کاروں کو اکثر روک کر لائسنس اور دیگر کاغذات چیک کئے جاتے ہیں۔ یہ کوئی بُری بات نہیں لیکن اس میں بھی پیسے وصول کرنے کی صورت پیدا کر لیتے ہیں۔ ایک ڈاکٹر صاحب رات کو اپنے مطب سے واپس گھر جا رہے تھے ان کو روکا اور کاغذات طلب کئے۔ کوئی قابلِ اعتراض بات نہیں ملی تو کہنے لگے پیسے نکالو۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کس بات کے کہنے لگے اتنا کماتے ہو ہمارا بھی حق ہے ڈاکٹر صاحب نے جب انکار کیا تو بدتمیزی پر اتر آئے اور کہنے لگے پیسے نکالو ورنہ تھانے چلو ہم بتائیں گے کہ آپ کی گاڑی سے ہیروئن برآمد ہوئی ہے۔ دست درازی پر اتر آئے۔ ڈاکٹر صاحب نے اسی میں عافیت جانی اور ان کو کچھ رقم دے کر اپنی جان بچائی۔

بعض اوقات پیدل چلنے والوں کو بھی روک کر نذرانہ وصول کرتے ہیں۔ ہمارے ایک عزیز کا بچہ کہیں جا رہا تھا اسکو روک کر شناختی کارڈ طلب کیا۔ اس کے پاس فوٹو کاپی تھی۔ بس اسکو کہا چلو تھانے یا پیسے نکالو۔ اس نے کچھ تذبذب کیا تو اسکے دو تین ہاتھ رسید کئے اور پولیس کے ٹرک پر پکڑ کر بٹھانے لے گئے۔ اس نے آخر کار جو بھی جیب میں تھا ان کی نذر کیا اور اپنی جان چھڑائی۔ ایسے بہت سے واقعات عوام کو پیش آتے ہیں جن کی کوئی داد فریاد سننے والا نہیں۔



Marfat.com

اللہ جانے یوم الحساب اسکا جواب طلب ہوگا یا نہیں۔ یہ کہا جاتا ہے کہ رزقِ حرام سے پرورش پانے والے خاندان کسی نہ کسی آفتِ ناگہانی، بیماری، حادثات کے شکار ہوتے رہتے ہیں اور عذاب الٰہی میں بھی مبتلا ہوتے ہیں۔ یوم الحساب تو اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں کہ ان کے ساتھ کیا معاملہ ہوگا۔ شاید اللہ تعالیٰ پر بھی الزام لگائیں کہ ہمیں جنت میں داخل کرو ورنہ ہیروئن کا مقدمہ دائر کردیں گے۔ بہر حال وہاں تو پائی کا پائی کا حساب دینا ہی ہوگا۔

**ملاوٹ:**

ایسے ہی کھانے پینے کی اشیا میں ملاوٹ کرنا، دودھ میں پانی ملانا، ناپ تول میں کمی کرنا بھی ہمارے یہاں تجارت کے زریں اصولوں میں شمار ہوتا ہے۔ ''اور اے برادرانِ قوم ٹھیک ٹھیک انصاف کے ساتھ پُورا ناپو اور تولو اور لوگوں کو ان کی چیزوں میں گھاٹا نہ دیا کرو اور زمین میں فساد نہ پھیلاتے پھرو۔ اللہ کی دی ہوئی بچت تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم مومن ہو'' (سورۃ ہود ۸۵۔۸۶، تفہیم القرآن۔ ص ۳۵۹، ۳۶۰)۔ گو حکومت کی طرف سے بازار کی اشیا کی چیکنگ اور قیمتوں میں استقرار برقرار رکھنے کے لئے ادارے قائم کئے گئے ہیں۔ متعلقہ دفتر کے افسران اپنا فرض ادا کرنے کے لئے دورے لگاتے رہتے ہیں۔ ان کو ہمارے ہوشیار تاجر نذرانے پیش کرتے رہتے ہیں اس کے باعث دونوں ہی خوش اور آرام سے رہتے ہیں۔ عیدین پر تو دونوں کے وارے نیارے ہوتے ہیں۔ عیدیں خوب خوشی اور مسرت سے گذرتی ہیں۔



Marfat.com

## ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی:

جامعہ کراچی کے سابق وائس چانسلر ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی (مرحوم) نے ایک بار تقریر کے دوران کہا معاشرے میں جو خرابیاں پیدا ہوگئی ہیں اسکی وجہ یہ ہے کہ ہر شخص اپنے فائدے کے لئے دوسرے کے ساتھ زیاتی کرنے میں عار محسوس نہیں کرتا۔ وہ دینی اور اخلاقی اصولوں اور قدروں کو پسِ پشت ڈال دیتا ہے۔ لیکن یہ نہیں سوچتا کہ میں جو دوسروں کو بیوقوف بنا کر فائدہ حاصل کر رہا ہوں تو خود بھی بیوقوف بن رہا ہوں۔ اس کی مثال یہ ہے کہ دودھ والا دودھ میں پانی ملا رہا ہے، دوکان دار کھانے پینے کی چیزوں میں ملاوٹ کر رہا ہے، انکم ٹیکس والا رشوت لے رہا ہے، ٹیکسی والا غلط میٹر سے زیادہ پیسے وصول کر رہا ہے۔ یہ سب اپنی جگہ خوش ہیں کہ انھوں نے دوسروں کو بیوقوف بنا کر خوب پیسے کما لئے ہیں۔ لیکن اگر غور کریں تو یہ سب بھی بیوقوف بن رہے ہیں۔ انکم ٹیکس والا جو دودھ لے رہا ہے اس میں پانی ملا ہے، جس دوکان سے سودا خرید رہا ہے اس میں ملاوٹ ہے، ٹیکسی میں زیادہ پیسے دے رہا ہے۔ اسی طرح دودھ والا ملاوٹ والا سامان استعمال کر رہا ہے اور ٹیکسی اور رکشہ میں زیادہ پیسے دے رہا، اور کبھی پولس والے کو بھی نذرانہ دینے پر مجبور ہے۔ یہ ایسا چکر بن گیا ہے کہ سب ایک دوسرے کو بیوقوف بنا کر خوش ہیں اور خود بھی اسکا شکار ہیں۔ لطف کی بات یہ ہے کہ یہ سب اسکی شکایت بھی کرتے نہیں تھکتے کہ لوگ بے ایمانی کر رہے ہیں اور خوفِ خدا نہیں ہے۔

''تباہی ہے ڈنڈی مارنے والوں کے لئے جن کا حال یہ ہے کہ جب لوگوں سے



Marfat.com

لیتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں، اور جب ان کو ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو انہیں گھاٹا دیتے ہیں۔ کیا یہ لوگ نہیں سمجھتے کہ ایک بڑے دن یہ اٹھا کر لائے جانے والے ہیں؟ اُس دن جبکہ سب لوگ ربّ العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ ہرگز نہیں، یقیناً بدکاروں کا نامۂ اعمال قید خانے کے دفتر میں ہے۔ اور تمہیں کیا معلوم کہ وہ قید خانے کا دفتر کیا ہے؟ ایک کتاب ہے لکھی ہوئی'' (سورۃ المطففین۔ ا۔ ۹، تفہیم القرآن۔ ص ۲۸۰۔۲۸۱)

## اشتہار بازی:

ایک وبا ہمارے یہاں ایسی رائج ہوگئی ہے کہ اسکا علاج ضروری ہے۔ اکثر دیواروں پر مختلف ادارے اور انجمنیں اپنے اشتہار یا تو چسپاں کرتے ہیں یا بڑے بڑے حروف میں پینٹ کرتے ہیں۔ اس سے ایک تو ہماری جہالت اور بدذوقی ظاہر ہوتی اور دوسرے شاہراؤں کی بدنمائی ہوتی ہے۔ پرائیوٹ گھروں کی دیواروں پر بھی اشتہار لگائے یا پینٹ کئے جاتے ہیں۔ افسوس اس بات پر زیادہ ہوتا ہے کہ ہمارے دینی ادارے بھی اس مرض میں مبتلا ہیں۔ کیا دینی اعتبار سے یہ جائز ہے کہ کوئی ادارہ اپنا اشتہار کسی کے مکان کی خوبصورتی کو بدنما بنائے؟ اسی طرح شہر کی شاہراؤں پر گندے اور غیر اخلاقی اشتہار لگا کر شہر کو بدنما اور گندا کریں۔ شہری حکومت ان کو اگر صاف کرنا چاہے تو کثیر رقم خرچ ہوگی۔ یہ رقم بھی شہریوں ہی کی جیب سے جائے گی کیونکہ جو ٹیکس عوام دیتے ہیں یہ خرچ اسی سے کیا جائیگا۔ ہم نے دیکھا ہے کہ مہذب ملکوں میں اشخاص یا چھوٹے ادارے اشتہارات چھوٹی چھوٹی تختیوں کو ڈنڈوں پر لگا کر



Marfat.com

ایسی جگہوں پر گاڑ دیتے ہیں جس سے نہ تو ٹریفک متاثر ہوتا ہے اور نہ راہ چلنے والے۔ اور یہ لگتے بھی خوصورت ہیں۔ بڑے ادارے البتہ ہمارے یہاں بھی عمارتوں کی چھتوں پر یا شاہراؤں پر اونچے کھمبوں پر لگاتے ہیں۔ جو مناسب معلوم ہوتا ہے۔ اس طرف بھی ہمیں غور کرنا چاہئے کیونکہ اشتہار بازی سے اگر کسی کی دل آزاری ہوتی ہے یا شہری صفائی اور نفاست میں خلل پڑتا ہے تو اس کی بھی باز پرس ضرور ہوگی۔

## بجلی، ٹیلی فون، پانی اور گیس:

بجلی، ٹیلی فون، پانی اور گیس کے ادارے بھی قوم و ملک کی بیش بہا خدمات انجام دے رہے ہیں۔ ماہانہ بل کبھی کبھی تو ایسا ہوشربا آتا ہے کہ صاحبِ خانہ کی سال بھر کی تنخواہ بھی اسکو ادا کرنے کے لئے کافی نہیں ہوسکتی۔ اسکی اصلاح کرانے کے لئے جو پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں وہ نا قابلِ بیان ہیں۔ بس معاملہ کچھ لے دے کر ہی طے ہوتا ہے۔ بجلی غائب ہونے کا تماشہ تو روز کا معمول ہے اسی طرح پانی کی رسد بھی اکثر غیر یقینی ہوتی ہے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ صاف پانی کے بجائے گٹر کا پانی سپلائی کیا جاتا ہے۔ اس میں شاید یہ حکمت ہو کہ گٹر کا پانی زرخیزی کا سبب ہوتا ہے۔ کھیتوں میں ڈالا جائے تو پیداور زیادہ اور اچھی ہوتی ہے اسی طرح اگر لوگ یہ پانی استعمال کریں تو ان کا بھی ہاضمہ درست رہے گا۔ ٹیلی فون پر بات کرنا تو اکثر اوقات بہت مشکل ہوتا ہے۔ اسی طرح اکثر یا تو جانکنی کی حالت میں ہوتا ہے یا سکرات میں (Coma) میں ہوتا ہے۔ اسکی روح کو بیدار کرنے میں زمین و آسمان کے قلابے ملانے پڑتے ہیں۔ اسلام آباد تک دروڑ لگانا پڑتی ہے۔ لیکن با اثر لوگ اس متاثر نہیں ہوتے یا جو اس



Marfat.com

ادارے کے کارندوں کے خیرخواہ ہوتے ہیں۔ ابھی گیس والوں کو اپنے حقوق کا ادراک نہیں ہوا ہے اسی وجہ سے لوگ ان سے زیادہ شاکی نہیں ہیں۔

یوں بھی ہوتا ہے کہ اگر کسی شہری نے بل کی ادائی ایک دو ماہ نہ کی تو بجلی یا پانی یا گیس سے محروم ہو جاتے ہیں اور پھر وہی کرنا ہوتا ہے جو اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔ ہاں یہ ادارے ان لوگوں کے ساتھ زیاتی نہیں کرتے جو ملک وقوم کے اعلیٰ خدمت گار ہیں۔ ان میں وزرائے کرام، سیاسی جماعتوں کے لیڈران، بڑے سرمایہ دار اور وہ جن کا حکومت کے اعلیٰ افسران تک اثر رسوخ ہے۔ اخبارات میں ان حضرات سے متعلق غلطی سے انکشاف ہو گیا کہ ان برگزیدہ لوگوں نے کئی کئی سالوں سے بجلی اور ٹیلی فون کے بل ادا نہیں کئے ہیں۔ یہ بھی یوں ہو گیا کہ جب ایک حکومت کا تختہ الٹ کر دوسری حکومت آ گئی تو اس نے اپنی حسنِ کارکردگی دکھانے اور پہلوں کی غلطیوں کو اچھالنے اور اپنی کارکردگی کا کریڈٹ لینے کے لئے ان اداروں کو اشارہ کر دیا اور انھوں نے فوراً کمپیوٹر کی فہرستیں اخبارات میں شائع کر دیں۔ اس سے پہلے ایسا کرنے کی جرأت نہیں کی کہ برسرِ اقتدار حکومت کے عتاب کا شکار ہو جاتے۔ اسکا بھی حساب شاید نہ لیا جائے کیونکہ یہودیوں کی طرح ہمارے اہلِ اقتدار کو شاید یہ گمان ہو کہ وہ سب ملک وقوم کے اعلیٰ خدمت گار ہیں اللہ کے برگزیدہ بندے ہیں۔

کہا یہ جاتا ہے کہ منتخب سربراہِ مملکت اور وزرائے کرام ملک وقوم کے خادم ہوتے ہیں۔ ایسے ہی Civil Service ہمارے یہاں ایک بہت ہی عظیم اور مقتدر شخصیات کا ٹولہ ہے۔ یہ سب قوم کی خدمت کے جذبہ سے سرشار ہوتے ہیں۔ ان کی تقریروں



Marfat.com

سے تو گمان ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کے بعد یہی پوری انسانیت کے بہی خواہ اوران داتا ہیں۔لیکن یہ سب مل کر جوقوم کی درگت بنا رہے ہیں اس سے سب ہی واقف ہیں۔انتخاب سے پہلے تو وہ بہت ہی ہمدرد اور خوش اخلاق نظر آتے ہیں اور بلا کسی روک ٹوک کے ہر شخص سے خلوص سے ملتے ہیں لیکن کرسی پر بیٹھنے کے بعد تو ان کی صورت اخبار یا ٹیلیویژن پر ہی نظر آتی ہے۔کرسی پر بیٹھنے کے بعد جو جو کارنامے وہ انجام دیتے ہیں ان سے عوام کو فائدہ کم اور ان کے اپنے حسابات میں دن دونی اور رات چوگنی ترقی ہوتی چلی جاتی ہے۔اس کا پتا اس وقت چلتا ہے جب ان کو کرسی سے نیچے دھکیل دیا جاتا ہے۔

ان کے حلقۂ انتخاب میں بجلی، پانی اور ٹیلی فون کا بحران ہمیشہ کی طرح برقرار رہتا ہے لیکن ان کے قصر میں یہ شکایت کبھی نہیں ہوتی اسی وجہ سے ان کو تو یہ محسوس ہوتا ہے کہ ہر علاقہ میں ہر خدمت احسن طریقے سے انجام دی جارہی ہے۔اگر کسی طور ان کے علم میں شکایات لائی جاتی ہیں تو وہ ان کو خاطر میں نہیں لاتے کیونکہ اور دوسرے بہت سے قومی اہمیت کے مسائل درپیش ہوتے ہیں ان کا حل کرنا زیادہ ضروری ہوتا ہے۔ان کو اطمینان ہوتا ہے کہ آئندہ انتخاب تک ان کو کوئی بال بیکا نہیں کرسکتا۔ سرکاری اہل کار، وزرا اور سول سروس کے لوگوں کا طبقہ چونکہ اعلیٰ مقام اور مقتدر حیثیت کا حامل ہوتا ہے اس لحاظ سے یوم الحساب ان کو شاید خصوصی مراعات میسر آئیں۔ان کے تحت شعور میں شاید یہی گمان غالب ہے۔اسکا صحیح اندازہ تو اسی دن ہوگا جب وہ اپنے سے بڑے مقتدر اعلیٰ کے حضور پیش ہوں گے۔



Marfat.com

معدودے چند ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جو واقعی اپنے تن من اور دھن سے عوام الناس کی خدمت کرتے ہیں جن کو عوام یاد رکھتے ہیں۔ان کے لئے دل و جان فرشِ راہ کرتے ہیں اور دعائے خیر کرتے ہیں۔ایسے حضرات یقیناً اصحابِ یمین میں شامل ہوں گے۔

## کاشتکار، ہاری اور نجی جیلیں:

ہمارے ملک میں ماشااللہ بڑے زمیندار، جاگیردار، وڈیرے اور سردار حضرات بڑی بڑی زمینوں کے مالک ہیں۔ملک کی زراعت میں ان کا بڑا حصّہ ہے۔ان کے ماتحت بے شمار کاشتکار اور ہاری کام کرتے ہیں۔ان کے ساتھ بدسلوکی، زیاتی اور ظلم کی داستانیں اکثر اخبارات میں شائع ہوتی ہیں۔بعض نے تو نجی جیلوں بنا رکھی ہیں جن میں ظلم و تشدد کے واقعات اخباروں کی سرخیاں بنتے ہیں۔ان کا پرسانِ حال کوئی نہیں ہے۔بس کبھی برسرِ اقتدار حکمراں اپنے کسی مخالف سیاسی حریف کو نقصان پہنچانے یا اپنی دشمنی کا بدلا لینے کے لئے ایسے معاملات کو مشتہر کراتے ہیں۔اگر حکومت سروے کرے اور ملک کے تمام زمینداروں، وڈیروں اور سرداروں کی زمینوں کی جانچ پڑتال کرے تو غیر انسانی سلوک اور ظلم و تشدد کا خاتمہ ہوسکتا ہے۔یہ معصوم کاشتکار اور ہاری بارگاہِ رب العزت میں یوم الحساب فریاد کریں گے کہ انکے حکمرانوں نے ان کی حفاظت نہیں کی اور ان پر ظلم اور تشدد ہوتا رہا۔



Marfat.com

# ۸۔ قومی اور ملّی مسائل

## قرضے معاف:

یہ بھی انکشافات ہوئے کہ بہت سے ملک وقوم کے خدمت گاروں نے بنکوں سے کروڑوں روپے قرض لئے اور ادا نہیں کئے اور بہت سوں نے تو معاف کرا لئے۔ ویسے سبھی خوش حال اور صاحبِ ثروت ہیں۔ لیکن جن کے رتبے ہیں سوا اُن کو سوا مشکل ہے۔ انھوں نے مجبوراً ملک وقوم کی خدمت کے لئے قرضے لئے اور ناسازگار حالات کے باعث خرچ کر بیٹھے لہذا واپس کرنے کی استطاعت نہیں۔ برسرِ اقتدار حکومت نے ان پر ترس کھا کر صلۂ رحمی کرتے ہوئے معاف کردئے۔ اسکا بھی شاید حساب نہیں لیا جائے گا کیونکہ اس کی سفارش اعلیٰ قیادت نے کی۔

## بیرونی قرضے اور کاسۂ گدائی:

حکومتیں بیرونی ممالک سے یا بین الاقوامی مالی اداروں سے ترقیاتی منصوبوں کے لئے قرض لیتی ہیں۔ ہماری حکومتیں بھی قرضے لیتی رہی ہیں۔ لیکن کچھ عرصہ تک تو ان کا کچھ حصّہ ترقیاتی منصوبوں پر خرچ ہوا پھر وہ قرضے صاحبانِ اقتدار کے ذاتی منصوبوں کی تکمیل میں کام آئے۔ ملک قرضوں کے بوجھ تلے دبتا چلا گیا اور نوبت یہ آ گئی کہ اصل کی ادائی تو کیا کرتے ان کا سود ادا کرنے کے لئے ان ہی اداروں سے مزید قرضے لیکر سود ادا کرتے رہے تا کہ ملک کی ساکھ خراب نہ ہو۔ اب کہا جا رہا ہے کہ ایسی حکمتِ عملی اختیار کی گئی ہے کہ قرضوں کا بوجھ کم کر دیا گیا ہے اور بہت جلد کاسۂ



Marfat.com

گدائی توڑ دیا جائے گا۔ اس حقیقت کا بھی پتا اس وقت چلے گا جب کوئی دوسری حکومت قائم ہوگی۔ کیونکہ ہمارے یہاں جب نئی حکومت آتی ہے تو پچھلی حکومت کی خرابیاں بیان کرتی ہے، اور بتاتی ہے کہ سابقہ حکومت نے کیا کیا دھاندلیاں کیں اور بیرونی قرضے کس طرح خرد برد کئے۔ یہ طے ہے کہ ان صاحبانِ اقتدار سے باز پرس نہیں ہوگی کیونکہ اللہ تعالیٰ ان بین الاقوامی اداروں کی سفارش پر انہیں معاف کردیں گے جن کے اشاروں پر انھوں نے قرضہ کی رقم ذاتی طور پر استعمال کی۔ اور یوں بھی ہوتا ہے کہ حکومتِ وقت بھی انہیں معاف کردیتی ہے جب بیرونی دباؤ ہو یا اپنی حکومت کو استحکام دوام حاصل کرنے کے لئے سیاسی مصلحت کا تقاضہ ہو۔

بیرونی قرضے یا اندرونی قرضے حکومت کہاں سے ادا کرتی ہے؟ برسرِ اقتدار قائدین اپنی جیب سے تو ادا نہیں کرتے یہ سارا بوجھ عوام پر ہی پڑتا ہے عوام جو ٹیکس دیتے ہیں اور تاجر جو بین الاقوامی زرِ مبادلہ کماتے ہیں ان ہی سے قرضوں کی ادائی ہوتی ہے یعنی سر عوام کا اور جوتا سرکار کا۔

## شماریات Statistics

ایک اور ہوشربا تماشہ یہ ہوتا ہے کہ حکومت وقفہ وقفہ سے مختلف شعبہ جات میں ترقی کی رفتار سے قوم کو آگاہ کرتی رہتی ہے۔ اخبارات میں اور ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر بتایا جاتا ہے کہ ملک میں ترقی کی رفتار برقی انداز سے ہو رہی ہے۔ اگر حکومتی شماریات یعنی Statistics کو جمع کیا جائے تو اب تک ہماری حکومتیں جو دعویٰ کرتی رہی ہیں اس حساب سے پاکستان دنیا کا مالدار ترین ملک اور سب سے زیادہ ترقی یافتہ ہے۔



Marfat.com

جب کوئی حکومت ختم ہوتی ہے اور دوسری آتی ہے تو سابقہ حکومت کے اعداد وشمار کو غلط بتاتی ہے یہ ایسا گورکھ دھندا جسے شاید فرشتے بھی سمجھ نہیں سکیں گے۔ اور یہ تماشہ کرنے والوں کو معقول شہادتیں میسر نہ ہونے کے باعث شاید معاف کر دیا جائے۔

## بنکوں کی لوٹ مار:

وطنِ عزیز میں جہاں بعض ادارے عوام کو لوٹ رہے ہیں وہاں ہمارے بینک بھی اس کارِ خیر میں خوب مستعدی سے شریک ہیں۔ ان کو کھلی آزادی میسر ہے۔ ہر کام کے لئے وہ صلۂ خدمت وصول کرتے ہیں۔ عوام کے پیسے سے اپنی تجوریاں بھر رہے ہیں۔ عوام کے پیسے سے ہی سودی قرضے جاری کرتے ہیں۔ تھوڑا سا بچت (Savings) کھاتے والوں کو سود منافع کی شکل میں دے دیتے ہیں۔ ایک مقررہ حد سے کم ہونے پر چھوٹے کھاتے داروں کے کھاتے سے کٹوتی شروع کر دیتے ہیں۔ ایک ظلم یہ کرتے ہیں کہ اگر کسی کو دوسرے شہر سے چیک وصول ہوتا ہے تو اس کی clearance کا کم از کم سو روپے کاٹ لیتے ہیں۔ بعض بنک اس سے بھی زیادہ کاٹتے ہیں۔ اسپر اسٹیٹ بنک کی طرف سے ان پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ بنکوں کو لوٹ کھسوٹ کے لئے آزاد چھوڑا ہوا ہے۔ اگر کسی کو ایک سو بیس روپے کا چیک کسی دوسرے شہر سے وصول ہوا ہے تو سو روپے بینک کھا جائے گا اس غریب کو صرف بیس روپے ملیں گے۔ بینک والے کہتے ہیں کہ کلرینس میں ان کے اتنے ہی روپے خرچ ہوتے ہیں جو کہ قطعی جھوٹ ہے۔ آجکل تمام بینک کاروبار کمپیوٹر اور انٹرنیٹ پر کرتے ہیں ایمیل کے ذریعہ بڑی آسانی سے چند سیکنڈ میں لین دین ہو جاتا ہے اسپر ایک



Marfat.com

روپے سے بھی کم خرچ آتا ہے لیکن یہ ظالم بینک والے سو روپے یا اس سے بھی زائد وصول کرتے ہیں۔ چھوٹے کھاتے داروں کی رقوم ہوتی ہی تھوڑی ہیں اس پر بینک والوں کی چھری ان کو حلال کر دیتی ہے۔ بڑے سرمایہ داروں کے ساتھ ان کا رویہ بہت ہی فراخدلانہ ہوتا ہے۔ ان کو قرضے بھی بڑی خوشی سے دیتے ہیں اور معاف بھی آسانی سے کر دیتے ہیں۔ جو قرضے بینک سرمایہ داروں کو دیتے ہیں وہ عوام ہی کا سرمایہ ہوتا ہے جو امانتاً بینک میں جمع ہوتا ہے اسی کو وہ قرض کے طور پر دے دیتے ہیں واپس نہ ہونے پر ان کو کوئی ملال نہیں ہوتا کیونکہ یہ سرمایہ ان کی اپنی جیب سے نہیں جاتا۔ اس خسارے کو چھوٹے کھاتہ داروں کے سرمائے سے کٹوتی کر کر کے پورا کر لیتے ہیں۔ سودی کاروبار کرنے اور کھاتہ داروں پر ظلم کرنے پر ان کا جو حشر ہوگا اسکا تو تصور کیا ہی نہیں جا سکتا اس کے علاوہ جو ظلم دوسرے معاملات میں یہ کر رہے ہیں اس پر بھی ان کی اچھی مرمت ہوگی۔

## ۹۔ حقوق اللہ اور دعوتِ اسلامی

عبودیت:

اللہ میاں ہیں اور ہر جگہ موجود ہیں اور پوری مخلوق پر نظر رکھتے ہیں یہ ہر مسلمان کا عقیدہ ہے۔ یہ بھی جانتے ہیں کہ وہ پوری مخلوق کی باطنی اور ظاہری حرکات اور سکنات کو دیکھتے ہیں کوئی شے ان سے مخفی نہیں ہے۔ کلمہ شہادہ لا الہ اللہ محمد رسول اللہؐ پڑھتے اور اس کے معنی سمجھتے ہیں جو کہ مسلمان کے عقیدہ کی بنیاد ہے۔ اس کے باوجود معاملات میں، لین دین میں اور عبادات میں ہیرا پھیری اکرتے ہیں اور غفلت برتتے ہیں۔



Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو خصوصاً بنی نوع انسان کو بے شمار اور لامحدود انعامات اور نعمتوں سے نوازا ہے تو پھر اسکی طرف سے لاتعلقی اور لاپرواہی کیوں برتتے ہیں۔ جب تک آرام وآسائش سے گذر ہوتی ہے اسکو اپنی کاوش اور کارنامہ تصور کرتے ہیں اور جب کوئی بڑا نقصان یا کوئی خطرناک بیماری لاحق ہوتی ہے تو پھر اللہ میاں یاد آجاتے ہیں۔ توبہ، استغفار اور نماز پابندی سے ادا کرتے ہیں۔ سکھ میں ہوتا ہے حافظہ بیکار دکھ میں اللہ یاد آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو فرائض متعین کئے ہیں ان پر عمل کرنا عین سعادت اور عبودیت ہے۔ روزمرہ کی زندگی میں ہم دیکھتے ہیں کہ اگر ہم اپنے والدین کی نافرمانی کریں تو سرزنش کا خطرہ ہوتا ہے۔ اگر اسکول میں استاد کی تعلیم پر توجہ نہ دیں تو فیل ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔ اگر دفتر میں افسر کے احکامات پر عمل نہ کریں تو ملازمت سے نکالے جانے کا ڈر ہوتا ہے۔ لیکن اللہ میاں کے احکامات پر عمل نہ کرنے سے ڈر نہیں لگتا کیونکہ وہ نظر نہیں آتا اور کوئی اس کی طرف سے سزا دینے والا بھی موجود نہیں ہوتا۔ یہ عقیدہ کی کمزوری ہے۔ لیکن جب کوئی آفتِ ناگہانی آتی ہے تو احساس ہوتا ہے کہ اللہ میاں کہیں آس پاس ضرور ہیں۔ زلزلہ آجائے یا سیلاب آجائے یا کوئی مہلک بیماری پھوٹ پڑے تو اللہ میاں خوب یاد آتے ہیں۔ ہم روزانہ ایسے حادثات کا مشاہدہ کرتے ہیں جن سے روح کانپ جاتی ہے۔ بس خیر اسی میں ہے کہ اپنے رب کو ہر وقت اپنے قریب سمجھیں اور اپنی خطاؤں اور کوتاہیوں پر استغفار اور توبہ کرتے رہیں اور اس کے احکامات پر خوش دلی سے عمل کریں۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرتے ہوئے اسکی رضا حاصل کرنے کے لئے نماز، روزہ اور زکوٰۃ پابندی سے ادا



Marfat.com

کرتے رہنا چاہئے۔ان عبادات سے بے شمار آفات، مصیبتوں اور پریشانیوں سے نجات ملتی ہے۔

## نماز وروزہ:

ہر مسلمان پر نماز اور روزہ فرض ہے۔نماز دین کا ستون ہے (حدیث شریف) والدین کا فرض ہے کہ وہ خود بھی نماز اور روزہ کی پابندی کریں اور اپنے بچوں کو بھی تاکید کریں اور ان کو عادی بنائیں۔بعض روشن خیال گھروں میں اسکا اہتمام نہیں کیا جاتا جس کے باعث وہ خود بھی بے راہ روی پر ہوتے ہیں اور ان کے بچے بھی غیر مسلموں کی طرح آزاد ہوتے ہیں۔قرآن پاک اور احادیثِ نبوی شریف ﷺ میں بہت تاکید کی گئی ہے اور شدید باز پرس اور عذاب جہنم کی وعید دی ہے۔پانچ وقت اپنے رب کے سامنے حاضر ہونا، اپنی خطاؤں اور گناہوں کی معافی طلب کرنا، اپنے بیوی بچوں کی صحت وسلامتی کی دعا کرنا، رزقِ حلال اور عمرِ دراز کے لئے دعا کرنا، اپنے والدین اور دیگر اعزاء اقارب اور احباب کے لئے دعائے خیر کرنا وغیرہ کتنا عظیم کام ہے۔اس سے آپ کو قلبی سکون اور راحت میسر آتی ہے۔نماز ایسی عبادت ہے کہ جب بندہ اپنے رب کے حضور سر بسجود ہوتا ہے تو اسے خیال ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے روبرو ہے اور وہ اس کی سرگوشی کو توجہ سے سن رہے ہیں تو اسکو نا قابل بیان سرور اور خوشی محسوس ہوتی ہے۔اللہ تعالیٰ بندے کے سب سے زیادہ قریب نماز کی حالت میں ہوتے ہیں۔نماز مومنوں کی معراج ہے (حدیث شریف)۔اس کے علاوہ نماز کی برکت سے مسلمان میں صفائی، طہارت اور پاکیزگی کی صحت مند عادت راسخ ہو جاتی



Marfat.com

ہے۔اللہ تعالیٰ بھی اپنے بندے کی آرزوں کو پورا کرتے ہیں اوراس کواپنے فضل سے نوازتے ہیں۔

قرآن پاک میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ فرماتے ہیں، ''بیشک نماز فحش اور بری باتوں سے روکتی ہے'' اگر نماز کامل طریقے سے اس کے فرائض اور واجبات کے ساتھ ادا کی جائے تو ضرور دل بُری باتوں سے بیزار ہوگا۔لیکن اگر نماز میں یکسوئی نہیں ہے تو پھر دل کیسے برائیوں سے رُکے گا۔اگر ایک مریض دوا کھاتا ہے مگر ڈاکٹر کا بتایا ہوا پرہیز نہیں کرتا تو بیماری ضرور طول کھینچے گی۔

ہر مرد اور عورت یوں تو ہر وقت اپنے رب سے رجوع کر سکتے ہیں کیونکہ وہ ہر جگہ اور ہر وقت موجود ہے اور اپنی حاجات اور پریشانیوں کو پیش کر سکتے ہیں لیکن نماز میں تو خصوصی توجہ کے حق دار ہو جاتے ہیں۔رب العزت اپنے بندوں سے اتنی زیادہ محبت کرتے ہیں جتنی والدین بھی اپنی اولاد سے نہیں کرتے۔کبھی کبھی یوں محسوس ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی توجہ نہیں ہو رہی ہے اور دعائیں قبول نہیں ہو رہی ہیں اور پریشانیاں دور نہیں ہو رہی ہیں اور مسائل حل نہیں ہو رہے ہیں۔اللہ رب العزت تو علاّم الغیوب ہیں وہ بہتر سمجھتے ہیں کہ ہمارے لئے کیا اور کس وقت مناسب ہے۔بعض دفعہ مسئلہ یا پریشانی کچھ عرصہ بعد دور ہوتی ہے۔بعض دعائیں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ قبول ہی نہیں ہوئیں۔اس سلسلہ میں علماء کرام کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ جو دعائیں دنیا میں قبول نہیں کرتے وہ رائیگاں نہیں جاتیں بلکہ روزِ حساب جب کہ ہر شخص کا گناہوں کا پلڑا جھکا ہوا ہوگا اور سخت پریشانی لاحق ہوگی اور اپنے رب کے سامنے بے حد پشیمان ہوں



Marfat.com

گے اور یہ اندازہ ہو جائے گا کہ جہنم رسید کئے جائیں گے تو ربِ کریم فرمائیں گے کہ اس شخص یا عورت کی وہ دعائیں جو ہم نے دنیا میں قبول نہیں کی تھیں وہ اس کی نیکیوں کے پلڑے میں رکھ دو، تو نیکیوں کا پلڑا جھک جائے گا پھر وہ شخص یا عورت اپنے رب کے سامنے سر بسجود ہو جائیں گے اور شکر ادا کریں گے اور دل میں کہیں گے کہ کاش ہماری کوئی دعا قبول نہ ہوتی اور ہم مزید رحمتِ ربی سے فیضیاب ہوتے۔ لہذا ہر مسلمان مرد، عورت اور بچوں کو صمیمِ قلب سے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا چاہئے اور نماز سے قطعی غافل نہیں ہونا چاہئے۔ نماز تو ہر حالت میں ادا کرنا فرض ہے۔ اگر کھڑے نہیں ہو سکتے تو بیٹھ کر، بیٹھ نہیں سکتے تو لیٹ کر اور اگر ایسی حالت ہو کہ ہل جُل نہیں سکتے تو اشاروں سے نماز ادا کرنی ہوگی۔ نماز کی معافی بالکل نہیں ہے اس کی بہت سخت باز پرس ہوگی اور بڑا ہی المناک عذاب دیا جائے گا۔ یہ خیال فرمائیں کہ جس رب نے ہمیں اتنی ساری نعمتیں، آسائشیں، رحمتیں اور برکتیں عطا کی ہیں جن کو ہم شمار کرنا چاہیں تو تمام عمر ختم ہو جائے گی اور ہم ان کو شمار نہیں کر سکیں گے پھر ہم اس کی عبادت سے کیوں گریز کریں جبکہ نماز ادا کرنے سے ہمیں ہی فائدہ ہے اللہ میاں کو اس سے نہ کوئی فائدہ ہے اور نہ کوئی نقصان۔

ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے ہزار سجدوں سے دلاتا ہے نجات

## روزہ:

قرآن شریف میں ارشاد ہے، ''اے ایمان والوں فرض کئے گئے تم پر روزے جس طرح فرض کئے گئے تھے ان لوگوں پر جو تم سے پہلے تھے تا کہ تم پرہیز گار بن



Marfat.com

جاؤ''۔ روزہ مسلمانوں کے عقیدہ کا اہم رکن ہے۔ اس سے کوئی ذی ہوش، عاقل و بالغ مستثنیٰ نہیں۔ یہ ایسی عبادت ہے جس سے اللہ تعالیٰ بہت زیادہ خوش ہوتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے ''روزہ ڈھال ہے دوزخ سے بچنے کا'' کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو روزدار کے منہ کی خوشبو مشک کی طرح مرغوب ہوتی ہے۔ سارے فرشتے روزہ" داروں کے لئے مغفرت، رحمت، برکت اور بلندیٔ درجات کی دعائیں کرتے ہیں۔ تراویح اور نمازوں کے اجروثواب ہزاروں گنا بڑھا دیئے جاتے ہیں۔ ویسے تو روزہ کی بہت ساری حکمتیں ہیں ایک بہت اہم بات یہ ہے کہ مسلمانوں میں یہ احساس بیدار کرنا مقصود ہوتا ہے کہ وہ ان مسلمان بھائیوں اور بہنوں کا خیال کریں جو کسی وجہ سے اپنے بچوں اور خود کے لئے پیٹ بھر خوراک مہیا نہیں کر پاتے۔ ان کا خیال کریں اور ان کے بچوں اور ان کے لئے خوراک اور دیگر اشیاء مہیا کر کے ثواب دارین کے مستحق ہوں۔ یہ خیال فرمائیں کہ غزوہ بدر میں حضور ﷺ اور صحابہ کرامؓ روزے کی حالت میں کفار سے نبرد آزما تھے۔ قلیل تعداد ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اپنی نصرت اور مدد سے نوازا اور فتح عطا کی۔ روزہ کے بے شمار فضائل و برکات ہیں جو قرآن مجید اور احادیث شریف میں دیکھی جاسکتی ہیں۔ جنت میں ایک دروازہ کا نام ریّان ہے اُس سے صرف روزے دار داخل ہوں گے۔

ایک امریکی پروفیسر نے اپنی تقریر کے دوران کہا کہ ''مغربی ممالک میں باوجود بے شمار آسائشوں اور آسانیوں کے لوگوں کو سکونِ قلب میسر نہیں۔ انہیں پُش بٹن سہولتیں حاصل ہیں وہ ترقی کی اعلیٰ ترین سطح پر ہیں۔ لیکن سکون و عافیت نصیب



Marfat.com

نہیں ہے۔ اس نے کہا روز اوّل سے انسان اسی تگ و دو میں لگا ہے کہ وہ پُر سکون زندگی کے ثمرات حاصل کر لے لیکن اس میں تا حال کامیاب نہیں ہوا۔ اس نے کہا ہمارے یہاں خودکشی، جرائم، طلاق، اور بہت سے اخلاقی جرائم حد سے زیادہ بڑھے ہوئے ہیں۔ بعض قانون کی گرفت میں آجاتے ہیں اور بعض گرفت میں نہیں آتے حالانکہ وہ مجرم ہوتے ہیں۔ دنیا میں ایک مجرم اثر، رسوخ یا پیسہ خرچ کر کے قانون کی گرفت سے بچ جاتا ہے لیکن وہ آخرت میں اپنے خالق کی عدالت کی سزا سے نہیں بچ سکتا۔ جرائم اور اخلاقی بے راہ روی کے باعث امن، سکون، عزت و آبرو ہمیشہ خطرہ میں رہتی ہے۔ موجودہ انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین معاشرے کی حفاظت اور اصلاح کی ضمانت دینے پر قادر نہیں ہیں۔ اس نے کہا انسان کو سکونِ قلب اور عافیت اسی وقت میسر آسکتی ہے جب وہ مان لے کہ اسکا خالق اسکو دیکھ رہا ہے اور وہ اس پر قادر ہے کہ وہ ہر انسان کے ظاہری اور باطنی گناہوں پر عبرت ناک سزا دے گا۔ اس نے جو نظامِ حیات کے اصول بتائے ہیں اس پر عمل کیا جائے۔ اس نے کہا مسلمانوں میں روزہ رکھنا خالص اللہ کی عبادت ہے روزہ دار دن بھر کچھ کھاتا ہے نہ پیتا ہے جبکہ وہ چھپ کر کھا پی سکتا ہے لیکن اسکو یہ یقین ہوتا ہے کہ اگر کوئی نہیں تو اسکا اللہ تو اسکو دیکھ رہا ہے۔ وہ اسکی رضا کے لئے دن بھر بھوکا اور پیاسا رہتا ہے۔ لہذا اگر ہمارے معاشرے میں لوگ یہ جان لیں کہ ان کا خالق ہر وقت ان کو دیکھ رہا ہے اور وہ ان کو ان کے اچھے اور برے اعمال کی جزا اور سزا ضرور دے گا تو لوگ بہت سے گناہوں سے پرہیز کریں گے"۔ ہم مسلمانوں کا تو اس پر کامل یقین ہے۔ اور ہم ہر نقصان اور فائدے پر اللہ



Marfat.com

تعالیٰ ہی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ نقصان پر توبہ استغفار کرتے ہیں اور فائدے پر اسکا شکر ادا کرتے ہیں۔ یہ تصور اتنا عظیم ہے کہ مسلمان کو قلبی سکون میسر آتا ہے جبکہ مغرب میں لوگ نقصان پر کڑھتے رہتے ہیں اور فائدے کو اپنا کمال تصور کرتے ہیں۔

## زکوٰۃ:

قرآن شریف میں نماز اور زکوٰۃ کا تقریباً ۷۰ مرتبہ ذکر آیا ہے۔ زکوٰۃ کا نظام اللہ تعالیٰ نے اتنا باعثِ رحمت بنایا ہے کہ جس سے غریبوں کی کفالت ہوتی ہے اور صاحبِ ثروت زکوٰۃ ادا کر کے قلبی فرحت محسوس کرتے ہیں۔ ہم مغربی ممالک کی خوش حالی دیکھ کر حیران ہوتے ہیں کہ وہاں کی حکومتیں کس طرح اپنے یہاں غریب، کمزور، ضعیف اور بیمار لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔ وہاں Social Security کا ایسا نظام قائم ہے کہ جس کے تحت بیماروں کا علاج مفت ہوتا ہے، بے روزگاروں اور غریبوں کی کفالت حکومت کرتی ہے اور ضعیف یا ریٹائر لوگوں کو ماہانہ وظیفے ملتے ہیں۔ یہ نظام سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کے حکم پر مسلمانوں نے رائج کیا تھا۔ اب ہمارے ملک میں بیمار، ضعیف، غریب اور بیروزگار کا کوئی پرسانِ حال نہیں۔ ہمارے سامنے خلافتِ راشدہ کی نظیر موجود ہے جب حکومت بیت المال سے غریب، نادار اور بیماروں کی دیکھ بھال اور کفالت کرتی تھی۔ اللہ تعالیٰ کے حکم پر حضور ﷺ نے اور خلفاء کرام نے زکوٰۃ کا نظام قائم کیا سب صاحبِ ثروت مسلمان زکوٰۃ ادا کرتے تھے جس کی برکت سے مسلمان خوش حال ہو گئے اور کوئی بھیک مانگنے والا یا زکوٰۃ لینے والا نظر نہیں آتا تھا۔



Marfat.com

زکوٰۃ اللہ رب العزت کی طرف سے قائم کردہ ٹیکس ہے اس کو تو ہر صاحب حیثیت مسلمان کو خوشدلی سے ادا کرنا چاہئے۔ یہ سوچنا چاہئے کہ جو حضرات خوش حال اور صاحبِ ثروت ہیں وہ اللہ تعالیٰ ہی کی مہربانی سے اس حال میں ہیں ان کو یہ گمان نہیں کرنا چاہئے کہ یہ ان کا کمال ہے۔ اللہ تعالیٰ اگر خفا ہو گئے تو چشم زدن میں امیر سے فقیر ہو جائیں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا نظام ہے وہ کسی کو مال و دولت سے نوازتا ہے اور کسی کو فقر و فاقہ میں مبتلا کرتا ہے۔ دونوں ہی کا ایک طرح کا امتحان ہوتا ہے۔ مالدار کو اپنے رب کا شکر ادا کرنا چاہئے اور زکوٰۃ و صدقات سے اپنے مسلمان بھائیوں کی مدد کرنا چاہئے۔ اس کا اجر دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی خوب خوب ملے گا۔ جو زکوٰۃ نہیں دیتے وہ عذابِ الٰہی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ وہ دنیا میں تو مختلف مصائب میں مبتلا ہوتے ہی ہیں آخرت میں بھی مزید سزا بھگتیں گے۔

زکوٰۃ کا نظام پاکستان میں ضیاالحق مرحوم نے قائم کیا۔ برِصغیر میں اورنگ زیب عالمگیر کے بعد پہلی بار یہ نظام پاکستان میں قائم ہوا۔ بعض حضرات کو اس پر اعتراض ہے۔ یہ خیال فرمائیں کہ اللہ کی طرف سے زکوٰۃ کا نظام قائم کرنا امّتِ مسلمہ اور حکومتِ وقت پر فرض ہے۔ اگر عوام اس کی مخالفت کریں تو وہ جوابدہ ہوں گے اور اگر حکومتِ وقت اسے نظر انداز کرتی ہے تو حکومت میں شریک سب گناہ گار ہوں گے کیونکہ زکوٰۃ کے نظام سے مساکین، غربا، بے روزگار اور بیمار لوگوں کی کفالت ہونا تھی وہ نہیں ہو سکے گی۔ یہ کہا جا رہا ہے کہ زکوٰۃ کی تقسیم منصفانہ نہیں ہو رہی۔ جیسے حکومت میں شریک لوگ سرکاری پیسے کو خرد برد کرتے ہیں ایسے ہی زکوٰۃ کا پیسہ بھی غریبوں کو کم



Marfat.com

غیر مستحق لوگوں کو دیا جاتا ہے۔ یہ کسی حد تک صحیح ہوگا۔ مشکل یہ ہے کہ ہم خود اپنے اوپر ایسے لوگوں کو مسلط کرتے ہیں جو بد دیانت اور خائن ہیں۔ ہمیں ان کا محاسبہ کرنا چاہئے اور عدالت سے سزا دلوانی چاہئے۔ ایک دو کو سخت سزا مل گئی تو آہستہ آہستہ نظام درست ہونا شروع ہو جائے گا۔ ذاتی طور پر زیورات اور ایسی اشیاء جو ذاتی تصرف میں ہوں ان کی زکوٰۃ خود دی جا سکتی ہے۔ لیکن بنک میں یا کاروبار میں لگے ہوئے سرمایہ کی زکوٰۃ حکومتِ وقت کو ہی دینا مناسب ہے۔ بہت سے معاملات ایسے ہیں جو عوامی بہبود کے لئے حکومت ہی کر سکتی ہے۔ فی الحال نظام میں خرابی ہے انشاءاللہ عوام کے احتجاج اور شور کرنے پر اللہ تعالیٰ ایسے حکمراں مہیا کریں گے جو حق و انصاف پر عمل کریں۔ کہا جاتا ہے کہ ''جیسے عوام ہوتے ہیں ان پر ویسے ہی حکمراں مسلط کر دئے جاتے ہیں''۔ ہمیں رب العزت نے جن عبادات اور فرائض کو ادا کرنے کا حکم دیا ہمیں ان کو نہایت سعادت مندی اور خوش دلی سے ادا کرنا چاہئے اس سے دنیا میں ذہنی اور قلبی سکون میسر ہوگا اور آخرت میں رضائے الٰہی بھی میسر ہوگی۔ ہر مسلمان کا یہی حاصلِ زندگی ہونا چاہئے۔

## حج بیت اللہ:

حج بیت اللہ صاحبِ ثروت مسلمانوں پر فرض ہے اور الحمدللہ تمام عالمِ اسلام سے بندگانِ توحید اس فریضہ کو ادا کرنے کے لئے حجاز مقدس تشریف لے جاتے ہیں اور اپنے رب کے حکم پر لبیک کہتے ہیں۔ حج کی ادائی میں کثیر رقم خرچ کرنا پڑتی ہے، سفر کی صعوبتیں برداشت کرنا ہوتی ہیں، جسمانی تھکان بھی ہوتی ہے، اپنوں کی جدائی



Marfat.com

برداشت کرنا پڑتی ہے اور صبر و تحمل کا امتحان بھی ہوتا ہے۔ حجاج کرام یہ سب اپنے رب کے حکم کی خوشنودی اور اسکی رضا کے حصول کے لئے بارضا و رغبت برداشت کرتے ہیں جس کا اجرِ عظیم ان کو رب کعبہ اس دنیا میں عطا کرتے ہیں اور آخرت میں بھی نوازیں گے۔

## اسلامی اخوت، یک جہتی اور OIC

حج کے انعقاد کا مقصد رب کعبہ کا یہ بھی ہے کہ مسلمان تمام عالم سے ارضِ مقدس پر جمع ہوں اور باہم اخوت اور یکجہتی کے بندھن کو مضبوط بنائیں۔ حج بیت اللہ پر امتِ مسلمہ کا عظیم اجتماع ہوتا ہے۔ یہاں مختلف ممالک سے آئے ہوئے حجاج کرام کو اپنے اور عالمِ اسلام کے حالات، مسائل اور عزائم پر تبادلۂ خیال کرنے کا موقع میسر آتا ہے۔ سعودی حکومت تمام اسلامی ممالک سے سرکاری وفود اور علماء کرام کو مدعو کرتی ہے اور اجتماعات ہوتے ہیں۔ عالمِ اسلام کو درپیش مسائل پر گفت و شنید ہوتی ہے سفارشات مرتب کی جاتی ہیں۔ یہ ہر سال ہوتا ہے لیکن مسلمانوں کے مسائل حل نہیں ہو رہے ہیں۔ عالمِ اسلام نہایت ہی سنگین مسائل سے دوچار ہے۔ کشمیری مسلمان نصف صدی سے زیادہ اپنی آزادی کے لئے کوشاں ہیں، فلسطینی مسلمان یہودیوں کے جبر و تشدد کا شکار ہیں، چیچنیا کے مسلمان روس کے ظلم و ستم کو جھیل رہے ہیں، فلپین میں بھی مسلمانوں پر ظلم ڈھایا جا رہا ہے اور بھی کئی ملک ہیں جہاں بدسلوکی اور ناانصافی کا شکار ہیں۔ شاہ فیصل مرحوم نے موتمرِ عالمِ اسلامی (OIC) کا انعقاد کرایا۔ جو اقوامِ متحد کی طرز پر قائم کی گئی۔ اس میں ۵۶ اسلامی ممالک شریک ہیں۔ بہت بڑی قوت



Marfat.com

ہے لیکن اس کا کام فقط اجتماعات منعقد کرنا اور قراردادیں منظور کرنا ہے۔ اسکی قراردادیں صدا بصحرا ہوتی ہیں۔ سب اسلامی ممالک آنکھیں اور کان بند کئے تماشہ دیکھ رہے ہیں۔ یہی صورت حال اگر برقرار رہی تو رفتہ رفتہ سب کو ایسے ہی مسائل درپیش ہوں گے۔

سندھ کے ساحل پر چند مسلمانوں کے ساتھ زیادتی ہوئی تو اس وقت کے مسلمان حکمراں نے ایک بڑی قوت کو بہت دور ہونے کے باوجود للکارا اور ظلم کا بدلہ لیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ ''گویا وہ دیوار ہیں سیسہ پلائی ہوئی'' اسوقت تو مسلمان بہت ہی تھوڑے سے تھے۔ اب تو بفضلِ تعالیٰ بہت بڑی تعداد میں ہیں لیکن بے بس ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ کسی مسلمان پر کسی خطہ پر ظلم ہو تو یہ پوری امتِ مسلمہ کا فرض ہے کہ وہ اسکا تحفظ کرے۔ اسی طرح غالباً حضرت عمرؓ کا قول ہے کہ اگر دریائے فرات پر ایک کتے کو قتل کیا گیا تو ہمارا فرض ہے کہ ہم اسکا بدلہ لیں۔ ہمارے سربراہانِ اسلامی ممالک کا فرض ہے کہ وہ مسلمانوں پر ظلم وتشدد کے خلاف عملی تدابیر کریں اور ان کو ظلم وتشدد سے نجات دلائیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ''ہماری داستاں بھی نہ ہو داستانوں میں''۔ بہرحال یہ حقیقت اظہر من الشّمس ہے کہ یوم الحساب جہاں ہر فرد کے اعمال کی بازپرس ہوگی وہاں سربراہانِ اسلامی ممالک سے بھی دریافت کیا جائے گا کہ انھوں نے امتِ مسلمہ کے مسائل حل کرنے میں کیا کردار ادا کیا۔

## ہمارے قائدین اور بیچارے عوام:

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو تمام انسانوں پر فضیلت اور اعلیٰ مقام عطا کیا۔ قرآن



Marfat.com

پاک اور احادیث نبوی ﷺ کے ذریعہ اس دنیا میں حق و انصاف، رواداری، بھائی چارگی اور صلۂ رحمی کے ساتھ رہنے کی ہدایات اور اصول بتائے۔ ہم نے قران پاک اور احادیث نبوی ﷺ کو پسِ پشت ڈال دیا۔ کمیونیزم، سوشل ازم، مغربی سیکیولر جمہوریت اور سودی نظامِ سرمایہ داری کو اپنا ذریعۂ نجات بنا لیا۔ جس کے باعث نحوست، نفرت، خلقشار، نا انصافی، ظلم و تشدد پھیل گیا۔ ایمان اور تقویٰ ناپید ہوگیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اندرونی طور پر ملک میں بدامنی، نفسانفسی اور لوٹ کھسوٹ عام ہوگئی۔ جس کی وجہ سے بیرونی دنیا میں ہماری ساکھ ختم ہوگئی۔ بین الاقوامی سطح پر ہماری کوئی وقعت اور عزت نہیں ہے۔ غیروں کے اشاروں پر ہم ناچ رہے ہیں۔ وہ جو چاہتے ہیں ہمیں کرنے پر مجبور کرتے ہیں۔ ہمارے سربراہ اپنی کرسی مضبوط کرنے کے لئے ان کے ہر مطالبہ کو مانتے ہیں۔ وہ جب اپنا مقصد حاصل کر لیتے ہیں تو لات مار کر ذلت کے ساتھ ڈھکیل دیتے ہیں اور اپنے کسی اور فرمانبردار کو مسلط کر دیتے ہیں۔ عوام یہ تماشہ برسوں سے دیکھ رہے ہیں۔ عوام ظاہری طور پر مغربی طرز کی سیکیولر جمہوریت کے تحت انتخابات میں حصہ ضرور لیتے ہیں لیکن قائدین وہی آتے ہیں جن کو بیرونی آقا چاہتے ہیں۔ عوام بے بس اور جور و ظلم کی چکّی میں پستے چلے جا رہے ہیں۔ اس ذلت اور رسوائی سے نجات اسی وقت مل سکتی ہے کہ جب ہمارے قائدین اور عوام اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوط طریقے سے پکڑیں اور وہی روش اختیار کریں جس کی تعلیم ہمارے نبی آخری الزماں ﷺ نے عطا کی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب ''مسلمان اللہ سے نہیں ڈرتا تو پھر وہ ہر چیز سے ڈرتا ہے''۔ جو اللہ سے ڈرتا ہے تو پھر اس کی مثال وہ



Marfat.com

ہوتی ہے کہ ''بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق عقل ہے محوِ تماشہ لبِ بام ابھی''۔ مسلمان اگر اپنی حقیقت کو جان لے اور اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے احکامات پر عمل کرے تو پھر ان کے سیلِ رواں کو کوئی روک نہیں سکتا۔ ''دشت تو دشت دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے بحرِ ظلمات میں دوڑا دئے گھوڑے ہم نے''۔ علامہ اقبال نے مسلمان کو اپنے مقام پہچاننے کے لئے فرمایا۔

ہزار چشمے تیری سنگ راہ سے پھوٹیں خودی میں ڈوب کر ضربِ کلیم پیدا کر

مسلمان کو اللہ تعالیٰ نے وہ مقام عطا کیا ہے کہ اگر وہ صحیح معنوں میں اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی ﷺ کے احکامات اور ہدایات پر عمل کرے تو اسکی ایک ضرب سے ہزار چشمے پھوٹیں گے جب کہ موسیٰ علیہ السلام کی ضرب سے بارہ چشمے پھوٹے تھے۔

## صلۂ رحمی:

مسلمان دنیا میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور رسولِ مقبول ﷺ کی اتّباع میں جو صعوبتیں برداشت کرتا ہے اسکا اجر وثواب یقیناً بے حد وحساب ہے۔ اولاد کی پرورش، ان کی تعلیم وتربیت، بیوی کی ناز برداری، رشتہ داروں کے حقوق کی ادائی، پڑوسیوں کی مدد، رفقا اور احباب کی خوشنودی، غربا اور مساکین کی کفالت کے لئے مالی، جسمانی اور روحانی جدّ وجہد کرنا پڑتی ہے۔ یہ ایک قسم کا جہاد ہے۔ اس میں ایک شخص کو نہ صرف مذکورہ کاوشیں کرنا پڑتی ہیں بلکہ اپنا وقت، ذہنی اور فکری صلاحیتوں کو بھی بروئے کار لانا پڑتا ہے۔ ملّی اور قومی تقاضوں کو بھی پورا کرنا ہوتا ہے۔ ناگہانی آفات جیسے سیلاب، زلزلہ، وبا، حادثات وغیرہ میں بھی حسب توفیق حصہ لینا پڑتا ہے۔ کسی اسلامی



Marfat.com

یا غیر اسلامی ملک میں مسلمانوں پر کوئی افتاد برپا ہو جائے تو اس میں بھی تعاون کرنا پڑتا ہے۔ کشمیر، فلسطین، فلپین، چیچنیا، انڈونیشیا وغیرہ میں جو کشمکش چل رہی ہے اس میں بھی مالی یا جسمانی اعتبار سے شرکت کرنا ہوتی ہے۔ افغانستان پر جب روسیوں نے یلغار کی تو اہلِ پاکستان نے صرف مالی تعاون ہی نہیں کیا بلکہ لاتعداد پاکستانی فرزندانِ توحید نے شرکت کی اور شہادت عظمیٰ سے شرف یاب ہوئے۔

## جہاد:

جہاد، اہلِ مغرب مسلمانوں کو بدنام کرنے کے لئے اس کو قتل و غارتگری سے منسوب کرتے ہیں حالانکہ جہاد کا مطلب جدوجہد ہے۔ جہاد کا مطلب دینِ اسلام میں یہ ہے کہ مسلمان پہلے اپنی اصلاح کرے اور دینی تقاضوں کو پورا کرنے میں جو مشکلات پیش آئیں انکے خلاف جدوجہد کرے۔ اپنے نفس کو شیطان کے غلبے سے بچائے، اپنا تزکیہ نفس کرے۔ اپنے گھر، معاشرے اور ملک میں صالح ماحول اور اللہ کے دین کو غالب کرنے کی تگ ودو کرے۔ ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ برائی یا شر کو دل سے بُرا سمجھے۔ جہاد قلم سے، زبان سے اور مجبوراً تلوار سے بھی کیا جا سکتا ہے۔ اس میں ظاہر ہے کے اسکو اپنی مالی، ذہنی، فکری اور جسمانی قوت کو استعمال میں لانا پڑے گا۔ انفرادی اور اجتماعی طور پر یہ سب کا فرض ہے۔ اگر سب اسکو اپنا فرض گردانیں تو گھر، معاشرے اور ملک میں صالح نظام قائم ہو سکتا اور مملکت خدادادِ پاکستان صحیح معنوں میں اسلامی ملک بن سکتا ہے۔ لہذا ملک میں صالح معاشرہ قائم کرنے میں جو جدوجہد کی جائے گی یہ جہادِ فی سبیل اللہ ہی سمجھا جائے گا۔



Marfat.com

حضور ﷺ اٹھارہ سال تک صحابہ کرامؓ کی تربیت اور اصلاح اور دین حق کی تعلیم میں جدو جہد کرتے رہے۔ جب مسلمان روحانی، تعلیمی اور جسمانی اعتبار سے پختہ ہو گئے تو پھر اپنے دفاع کے لئے مستعد ہو گئے۔ لیکن اس کے باوجود از خود جنگ میں پہل نہیں کی جب کفار نے للکارا اور پہل کی تو پھر اللہ تعالیٰ کے حکم پر قتال پر آمادہ ہوئے۔

اگر کسی اسلامی معاشرہ کو، اسلامی اقدار کو اور کسی اسلامی ملک کے اسلامی تشخص کو ختم کرنے کے لئے یلغار ہو تو پھر با قائدہ جنگ کرنا لازمی ہے۔ اور یہ کوئی معیوب یا غیر فطری بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی اجازت دی ہے۔ ایسی صورت میں جہاد ہر مسلمان پر فرض ہوتا ہے جو جسمانی طور پر شریک ہو سکتے ہیں ان کو بہ نفسِ نفیس جہاد میں شرکت کرنا چاہیئے۔ جو جسمانی اعتبار سے عاجز ہوں ان کو دامِ درمِ اور جنگی ساز و سامان کی فراہمی میں تعاون اور مدد کرنا چاہیئے۔ ذاتی اور ملکی جہاد میں شرکت کرنے والے بلا شبہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور اسکے فضل و کرم سے فیضیاب ہوں گے جو اس سے گریز کریں گے وہ روزِ حساب دردناک عذاب سے دوچار ہوں گے۔

## دعوتِ دینِ مبین:

اللہ کے دین اور اسکی شریعت کو اسلامی معاشرہ میں نافذ کرانا اور غیر اسلامی علاقوں میں اسکا تعارف کرانا یہ ہر مسلمان کا فرض ہے۔ ''بلّغوعنی ولوآیۃً'' ہمارے یہاں دوسرے مذاہب کی طرح مشنری کا تصور نہیں ہے۔ ہر مسلمان مبلغ ہے۔ اسپر دین کی تبلیغ اپنے گھر، محلّہ، معاشرہ اور ملک میں کرنا فرض ہے۔ یہ کام الحمدللہ بعض لوگ



Marfat.com

انفرادی طور پر کررہے ہیں اور جماعتی طور پر بھی ہورہا ہے۔لیکن بعض مغرب زدہ یا کاہل اس سے غافل ہیں۔بعض تو اپنے بیوی بچوں تک سے دینی بات کرتے ہوئے گریز کرتے ہیں۔ان کے نزدیک جدید طرز زندگی زیادہ فرحت بخش اور روشن خیالی ہے۔روزہ ،نماز ،زکوٰۃ ،حج اور جہاد ان کے خیال میں دقیانوسی باتیں ہیں۔وہ اپنی وضع قطع ،لباس ،رہنے سہنے کا انداز مغربی اختیار کئے ہوئے ہیں۔ہاں جب قبر نظر آنے لگتی ہے تو پھر ان کو دین اور شریعت یاد آنے لگتی ہے۔بہرحال اللہ تعالیٰ جب بھی توفیق دے فوراً دین کی طرف رجوع کرنا چاہئے اور اپنے جیسے دوسروں کو بھی دین کی طرف راغب کرنا چاہئے۔

## مسلمان غیر اسلامی ممالک میں:

ہمارے بہت سے مسلمان بھائی بہت سے غیر اسلامی ممالک میں قیام پذیر ہیں۔جو پڑھنے جاتے ہیں وہ وہاں کی چکاچوند زندگی سے متاثر ہوتے ہیں۔بعض تو اسی ماحول میں گم ہوجاتے ہیں اور بعض کو اللہ تعالیٰ ہدایت عطا کرتے ہیں وہ نہ صرف اپنے دین پر قائم رہتے ہیں بلکہ دعوت کا کام بھی کرتے ہیں۔جو وہاں تعلیم مکمل کرکے سکونت اختیار کرتے ہیں ان میں تو بعض وہاں کی رنگ رلیوں میں محصور ہوکر فنا ہوجاتے ہیں اور بعض اپنے دین اور روایات پر قائم رہتے ہیں۔اکثر اسی پر اکتفا کرتے ہیں کہ خود کو اور اپنے بیوی بچوں کو سنبھالے رہیں۔میرا کئی بار امریکہ جانا ہوا۔ماشاءاللہ وہاں اب کافی مسجدیں قائم ہوگئی ہیں اور کم از کم جمعہ کی نماز میں خاصے لوگ نماز کے لئے آتے ہیں۔جو دینی جذبہ رکھتے ہیں وہ اسلام کا تعارف غیر مسلمانوں



Marfat.com

میں کراتے ہیں اور تبلیغ میں بھی جدو جہد کرتے ہیں۔ بعض اپنے چھوٹے چھوٹے حلقوں میں درس کا اہتمام کرتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود بڑی تعداد ایسے حضرات کی ہے جو اپنے دفتر کے ساتھیوں یا پڑوسیوں سے دین کی بات کرتے ہوئے شرماتے یا ڈرتے ہیں۔ بس آپس ہی میں میل جول رکھتے ہیں۔ میں نے چند احباب کی توجہ اس طرف دلائی کہ وہ دفتر کے ساتھیوں، پڑوسیوں سے اور دوسرے شناسا لوگوں سے راہ و رسم بڑھائیں۔ تعلقات استوار کریں۔ شروع میں دین کی بات نہ کریں اپنے اخلاق اور اعلیٰ کردار سے ان کو متاثر کریں پھر جب کچھ بے تکلفی ہو جائے اور آپ محسوس کریں کہ دینی باتیں ہو سکتی ہیں تو پہلے ان سے ان کے دینی عقائد سے متعلق دریافت کریں۔ وہ خوش ہوں گے۔ وہ بھی پھر آپ سے آپ کے دین سے متعلق ضرور پوچھیں گے تب آپ موثر انداز میں اپنا دین متعارف کرائیں۔ اور مناسب لٹریچر ان کو پڑھنے کے لئے دیں۔ انشاءاللہ برف دھیرے دھیرے ضرور پگھلے گی۔ کیونکہ یہ ہمارا ایمان ہے کہ اگر نیک نیتی سے اللہ کے دین کو پیش کیا جائے تو ضرور اللہ کی مدد اور نصرت شامل حال ہوگی۔

میں نے اپنے احباب سے عرض کیا کہ ۱۱ ستمبر کے بعد امریکہ میں خصوصاً اور دیگر ممالک میں عموماً اسلام اور مسلمانوں کے خلاف شدید نفرت اور مخالفت پھیلائی جا رہی ہے۔ امریکہ، برطانیہ اور یوروپی ممالک میں یہودی منظّم طور پر مسلمانوں کے خلاف تحریک چلا رہے ہیں۔ اگر آپ یہاں رہنا چاہتے ہیں اور اپنے بچوں کا مستقبل محفوظ کرانا چاہتے ہیں تو یہاں کے لوگوں سے میل جول بڑھا کر کم از کم اپنے اعلیٰ اخلاق اور



Marfat.com

کردار سے انہیں متاثر کریں تا کہ آپ کے جاننے والے مصیبت کے وقت آپ کو تحفظ فراہم کرسکیں۔ امریکہ کے لوگ بڑے کھلے ذہن کے حامل ہیں اور اگر بات کی جائے تو غور سے سنتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ الحمدللہ وہاں تیزی سے اسلام فروغ پا رہا ہے۔ ۱۹۶۲ء میں میں نے نیویارک ٹائمز میں ایک سروے رپورٹ پڑھی تھی جس میں بتایا گیا تھا کہ امریکہ میں اسلام تیزی سے بڑھ رہا ہے اور لکھا تھا کہ اس صدی کے آخر تک مسلمان مذاہب کے اعتبار سے دوسرے نمبر پر ہوں گے۔ الحمدللہ اب مسلمان امریکہ میں عیسائیوں کے بعد دوسرے نمبر پر ہیں۔ بس اگر وہاں رہنے والے مسلمان اپنے اخلاق و کردار اور تبلیغ سے کوشش کریں تو کوئی تعجب نہیں کہ اس ملک میں مسلمانوں کی اکثریت ہو جائے۔ جو اس فریضہ کی ادائی میں محنت کریں گے وہ نہ صرف وہاں محفوظ ہوں گے بلکہ رب العالمین کے فضل اور انعامات سے بھی فیضیاب ہوں گے۔

## ۱۰۔ فکرِ آخرت اور یومُ الحساب

بے شمار مسائل، خطائیں، لغزشیں، تکالیف، دکھ اور درد ہیں کہ ان کا شمار کرنا اور ضبطِ تحریر میں لانا محال ہے۔ بس ہر مسلمان کو اپنے طور پر کوشش کرنا چاہئے کہ کسی کی دل آزاری نہ ہو، کسی کی حق تلفی نہ ہو خواہ وہ کتنی ہی معمولی حرکت سے ہو یا کسی بڑے گناہ سے ہو۔ کیونکہ کسی کا دل دکھانا ایسا ہی ہے جیسے کعبہ کو ڈھانا۔ دل بدست آرد کہ حجِ اکبر است۔ کسی مظلوم کی دل سے نکلی بددعا تیر کی طرح عرش پر پہنچتی ہے پھر ظالم پر عتابِ الٰہی نازل ہو کر رہتا ہے۔ لہذا ہمیں حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پیشِ نظر رکھنا



Marfat.com

چاہیئے اور شعوری یا غیر شعوری طور پر اگر کوئی خطا ہو جائے یا کسی کے ساتھ زیادتی ہو جائے تو فوراً معافی طلب کرنا چاہیئے اس شخص سے جس کی دل آزاری کی ہے اور اللہ تعالیٰ سے بھی استغفار کرنا چاہیئے کیونکہ اللہ تعالیٰ بھی اپنے بندے کے ساتھ زیادتی کو اس وقت تک معاف نہیں کرتے جب تک وہ مظلوم معاف نہ کر دے۔

جیسا کہ ہمیں بتایا گیا ہے کہ دنیاوی زندگی عارضی ہے اور دائمی زندگی بعد الموت ہے۔ رب کائنات کے حضور ہم سب کو پیش ہونا ہے اور وہاں سب کو اپنے اعمال کے مطابق جزا اور سزا ملنی ہے۔ ہمیں بفضلِ تعالیٰ انشا اللہ رسول اللہ ﷺ کی شفاعت نصیب ہوگی بشرطیکہ ہم نے دنیا میں اللہ اور نبی کریمؐ کی اتّباع کی ہو۔

بارگاہِ رب العزت میں سربسجود ہو کر دست بادعا ہوں کہ اے ربِ جلیل وقدیر ہم سب مسلمانوں کو عقلِ سلیم، چشمِ بینا، فہم وفراست، محبت اور صلۂ رحمی کی خصوصیات عطا فرما تا کہ ہم اپنے وسائل اور اختیارات کی حد تک آپ کے اور آپ کے محبوب نبی اور رسول محمد ﷺ کے احکامات اور ہدایت پر قولاً اور فعلاً عمل پیرا ہوں اور گاہے گاہے اپنا خود احتساب کرتے رہیں اور یوم الحساب آپ کے روبرو اصحابِ یمین کے ہمراہ اور حضور ﷺ کی شفاعت کے ساتھ پیش ہوں آپ کی رحمت وفضلِ عظیم کے طلب گار ہوں۔ اور آپ پوری امتِ محمدی ﷺ پر خصوصی رحم، کرم اور فضل فرما کر جنت الفردوس میں داخل فرمائیں۔ آمین یارب العالمین۔

وآخر دعونا الحمد للہِ رب العالمین۔

☆☆☆☆☆☆☆



Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# ہمارا ماضی اور حال

از

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ہم سب ہی کچھ تھے مگر جبکہ مسلماں تھے ہم　　پیروِ دینِ نبیؐ حاملِ قرآن تھے ہم
ہم میں اخلاقِ رسُل جلوہ نما تھے جب تک　　اسوۂ احمدؐ مختار پہ قربان تھے ہم
ایک در چھوڑ کے ہم ہو گئے لاکھوں کے غلام
ہم نے آزادیٔ عرفی کا نہ سوچا انجام

دینِ فطرت پہ فدا حق کے پرستار تھے ہم　　سب فضائل کے کمالات کے معیار تھے ہم
نقل کرتی تھیں سب اقوام ہماری ہیئت　　فخرِ عالم تھے کبھی غیرتِ اغیار تھے ہم
آج افسوس کہ ہر قوم کے پامال ہیں ہم
کبھی ہندو کبھی انگریز کے نقال ہیں ہم

تھا کبھی ذوق عبادت کا مسلمانوں میں　　اور سلیقہ تھا اطاعت کا کچھ انسانوں میں
فکرِ دُنیا ہی فقط قبلۂ مقصود نہ تھا　　ذکرِ حق ساتھ تھا بازاروں میں دوکانوں میں
ایک محفل تھی فرشتوں کی جو برخواست ہوئی
اب ہر اک عیب و خطا اپنے لئے راست ہوئی



Marfat.com

ہم میں وہ سیرتِ اسلاف وصورت نہ رہی　　کفر سے ہم کو وہ نفرت وہ کدورت نہ رہی
ہے ہر ایک لغو کی دنیا میں ضرورت ہم کو　　مگر افسوس کہ سنّت کی ضرورت نہ رہی

اب ہر اک عیب ہیں ہر ننگ ہیں ہر عار ہیں ہم
جو مرض ہی کو دوا سمجھے وہ بیمار ہیں ہم

چھوڑ کر اپنی روش ہم ہوئے جدت کے شکار　　نقد گم ہو گیا پایا نہیں موہوم اُدھار
نقل غیروں کی اتاری تھی، وہ حاصل نہ ہوئی　　ہنس کی چال چلے اپنی بھولے رفتار

نہ وہ تقویٰ نہ وہ دیانت نہ وہ وضع اسلاف
نہ وہ سیرت نہ وہ صورت نہ وہ پچھلے اوصاف

اپنے ہاتھوں سے ہے واللہ یہ ذلّت اپنی　　نہ سبب اس کا ہے افلاس نہ قلّت اپنی
غلطی ہے کہ کریں غیروں پر مسلم کا قیاس　　کہ نرالی ہے ہمیشہ سے یہ ملّت اپنی

اپنی پستی و بلندی کا ہے معیار ہی اور
قوم مسلم کے ہمیشہ سے ہیں اطوار ہی اور

☆☆☆☆☆☆



Marfat.com

# احتساب قتیل پیرِ محتسب

غنی الاکرم سبزواری

Marfat.com